

چھٹا اصول

تبرج اور سفور شرعاً حرام ہیں

لفظ ”تبرج“ ”سفور“ سے عام ہے۔ ”سفور“ چہرہ سے پردہ ہٹانے کے ساتھ خاص ہے، جبکہ ”تبرج“ عورت کے اجنبی مردوں کے سامنے اپنے جسم و کسبی و مصنوعی زینت کے بعض حصہ کو کھولنے اور ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

”تبرج“ کا معنی ظہور کے ہے، اور یہاں اس سے مراد عورت کا اپنے جسم و زینت کے بعض حصہ کو ظاہر کرنا ہے۔ اسی معنی میں ستاروں کو ان کے ظہور کے سبب ”بروج السماء“ کہتے ہیں۔ یعنی آسمان کی زینت۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”تبرج“ عورت کے اپنے محل سے ظاہر ہونے سے مشتق ہے، کیونکہ ”برج“ کا ایک معنی محل و قصر کے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: ﴿وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّةٍ﴾ (النساء: ۷۸) ”گو تم مضبوط قلعوں میں ہو“۔ اور ”برج المرأة“ کا معنی عورت کا محل و گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کے حق میں فرماتا ہے: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ (الاحزاب: ۳۳) ”تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو“۔

اور ”سفور“ سفر سے مشتق ہے جس کے معنی ”پردہ اٹھانے“ کے ہیں، اور یہ اعیان کے ساتھ خاص ہے۔ کہا جاتا ہے: (امرأة سافرة) اور (امرأة سافرة) جب عورت اپنے چہرہ سے حجاب اور نقاب اتار لے۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وُجُوهُ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ﴾ (عيس: ۳۸) ”اس دن بہت سے چہرے روشن ہونگے۔“ یعنی دمک رہے ہونگے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جسم کے دوسرے اعضاء کو چھوڑ کر ”اسفار“ کو چہرہ کے ساتھ خاص کیا۔

سابقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ ”سفور“ چہرہ کی بے حجابی کو کہتے ہیں اور ”تبرج“ چہرہ یا جسم کے دوسرے اعضاء یا کبھی مصنوعی زینت کے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں، اس طرح ”سفور“ ”تبرج“ سے خاص ہے۔ اور عورت جب اپنا چہرہ کھول لے تو وہ ”سافرة متبرجة“ کہلاتی ہے، اور جب چہرہ کے ساتھ جسم کے دوسرے اعضاء یا کبھی مصنوعی زینت کو کھول لے تو ”متبرجة حاسرة“ کہلائے گی یہی ”سفور و تبرج“ کی حقیقت ہے۔

اور کتاب و سنت اور اجماع امت عورت کے تبرج کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں اور وہ ہے عورت کا اپنے جسم یا کبھی مصنوعی زینت میں سے بعض حصہ اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کرنا، جو کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

نیز کتاب و سنت اور اجماع عملی، عورت کے چہرہ بے حجاب کرنے کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں، اور وہ عورت کا اپنے چہرہ سے حجاب اٹھا دینا ہے۔

اور ”تبرج“ سابقہ شریعت میں بھی حرام تھا، اور انسان کے اپنے بنائے ہوئے خود ساختہ قانون میں صرف قانونی مسودہ میں حرام ہے، جس کا حقیقت واقعہ میں کوئی وجود نہیں ہے، کیونکہ یہ صرف قانون کی لالچی میں منع ہے بس۔ جبکہ اسلام میں تبرج ایمانی جذبہ و روک، اہل اسلام کے قلوب پر اس کے اثرات کا نفوذ، اللہ اور اس

کے رسول ﷺ کی اطاعت، عفت و فضیلت سے آراستگی، رذائل سے بُعد، گناہ سے علیحدگی، اجر و ثواب کی امید، دردناک عقاب کے خوف جیسے اسباب کی بنیاد پر حرام ہے۔ اس لئے مسلمان عورتوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ کے عقاب سے ڈریں اور ہر اس حرکت سے باز آئیں جو اللہ و رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے، تاکہ وہ مسلمانوں میں فساد و بگاڑ کے نفوذ، فواحش و منکرات کے انتشار، گھر و خاندان کی تباہی اور بدکاری و زنا کاری کے دخول کی حصہ دار نہ بنیں، اور اس صورت حال تک معاملہ نہ پہنچ جائے کہ وہ خیانت کا رنگاں ہوں اور مریض دلوں کو اپنی جانب مائل کرنے کا سبب بن جائیں، وہ خود بھی گنہگار ہوں اور دوسروں کو بھی اس میں ملوث کریں۔

یاد رکھیں کہ ”تبرج“ درج ذیل باتوں سے بھی ہوتا ہے:

۱۔ تبرج چہرہ کی بے نقابی اور اجنبی مردوں کے سامنے اپنے جسم کا کچھ بھی حصہ ظاہر کرنے سے ہوتا ہے۔

۲۔ تبرج اپنی کسی و مصنوعی زینت میں سے کچھ بھی مثلاً چادر، یا اوڑھنی کے نیچے کے کپڑوں کو ظاہر کرنے سے ہوتا ہے۔

۳۔ تبرج بانگن، مستانہ الیسی چال اور مردوں کے سامنے مٹک مٹک کر چلنے سے بھی ہوتا ہے۔

۴۔ تبرج پیر پٹکنے کہ جس سے عورت کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، سے ہوتا ہے۔ اور یہ زینت کو دیکھنے کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ شہوت میں اشتعال پیدا کرتا ہے۔

۵۔ تبرج نرم و شیریں لہجہ میں گفتگو سے بھی ہوتا ہے۔

۶۔ تبرج مردوں کے ساتھ اختلاط، مردوں کے جسم سے مَس و لمس، مصافحہ،

سواری یا تنگ راستوں میں ایک دوسرے سے مزاحمت سے بھی ہوتا ہے۔

اور ہر وہ عورت تبرج پسند کہلائے گی جو مردانہ پن، مردوں یا کافر عورتوں کی

مشابہت اختیار کرتی ہے۔ اور یورپ میں بعض لوگ مردانہ پن اختیار کرنے والی

عورت کو ”جنس ثالث“ یعنی تیسری جنس کا لقب و نام دیتے ہیں۔

تبرج کی حرمت پر کتاب اللہ میں بہت ساری آیات کریمہ آئی ہیں، جن میں دو

آیات تو تبرج کی ممانعت کے سلسلہ میں قطعی نص ہیں:

پہلی آیت: یہ فرمان الہی ہے: ﴿وَلَا تَبْرَجْنَ تَبْرُجَ الْجَاهِلِيَّةِ

الْأُولَى﴾ (الاحزاب: ۳۳) ”اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج دکھاتی نہ پھرو“۔

دوسری آیت: ﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا

فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ، وَأَنْ

يَسْتَغْفِنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ، وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (النور: ۶۰) ”بڑی بوڑھی

عورتیں جنہیں نکاح کی امید نہ رہی ہو، وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی

گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں، تاہم اگر ان سے بھی

احتیاط رکھیں تو ان کے لئے بہت افضل ہے، اور اللہ سنتا جانتا ہے“۔

نیز امہات المومنین اور مسلمان عورتوں پر پردہ و حجاب کی فرضیت اور ان کو

زینت ظاہر کرنے کی ممانعت والی آیات تبرج و سفور کی حرمت پر قطعی نصوص ہیں۔

سنت سے دلیل: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿صِنْفَانِ مِنَ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سَيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ، يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَّاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ، رُؤُسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنْ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا﴾ ”اہل نار کی دو صنف میں نے نہیں دیکھی ہے: ایک ایسی قوم جس کے ساتھ بیل کی دم جیسے کوڑے ہو گئے، ان سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ اور دوسری ایسی عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود نکلی ہوگی، خود مردوں کی جانب مائل ہوں گی اور مردوں کو اپنی جانب مائل کریں گی، ان کے سر سختی اونٹ کے کوبان جیسے ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے بھی پائی جاتی ہے“۔ اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث پاک کے اس نص میں سخت وعید ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ تبرج کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے، کیونکہ کبیرہ گناہ اس کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم، یا غضب، یا لعنت، یا عذاب، یا حرمانِ جنت کی وعید سنائی ہے۔ اور حرمتِ تبرج پر تمام امتِ مسلمہ کا اجماع ہے، جیسا کہ علامہ صنعانی رحمہ اللہ نے (منہج الغفار علی ضوء النہار ۴/۲۰۱۱ تا ۲۰۱۲) کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے۔

نیز تبرج مسلمانوں کے عملی اجماع سے بھی حرام ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے دور مبارک سے لے کر خلافت عثمانیہ کے خاتمہ ۱۳۴۲ھ اور عالم اسلام کے مختلف

ٹکڑیوں میں تقسیم ہونے اور وہاں پر انگریزی استعمار کے داخل ہونے تک تمام مسلمان عورتیں اپنے جسم وزینت کا حجاب کرتی تھیں اور تبرج نام کی چیز سے بالکل نا بلد اور کوسوں دور تھیں۔

اور بعض شاعر نے اپنے قصیدہ ”رنانہ“ میں سفور کے داعیوں کی تردید کرتے ہوئے اپنے مطلع میں کہا ہے:

مَنْعَ السُّفُورِ كِتَابُنَا وَنَبِيُّنَا فَاسْتَنْطِقِي الْآثَارَ وَالْآيَاتِ
 ”بے حجابی سے ہماری کتاب قرآن مجید اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے، اس لئے آیات و احادیث سے معلوم کر لو“۔

لہذا ایک مسلمان کو اپنے محارم میں تبرج کے آغاز و شروعات سے چوکنار ہونا چاہئے، اور وہ یہ کہ اپنی چھوٹی بچیوں کو بھی ایسے لباس پہنانے میں مداہمت سے کام نہیں لینا چاہئے کہ اگر وہی لباس بالغ لڑکیوں کے جسم پر ہو تو فحاشی و بے حیائی کہلائے، مثلاً چھوٹا و تنگ لباس، پینٹ و جنس، اتنا باریک لباس کہ نیچے سے چمڑی جھلکے وغیرہ جہنمی لباس۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ نیز ایسی صورت میں تبرج و سفور سے انسیت و الفت، جذبہ نفرت کی شکست و ریخت، شرم و حیا کا خاتمہ جیسی خرابیاں پائی جاتی ہیں جو کسی بھی صاحب بصیرت سے مخفی نہیں۔ اس لئے ہر ولی امر اور سرپرست کو اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔



ساتواں اصول

زنا کاری کی حرمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کے اسباب

و محرکات کو بھی حرام کیا ہے

شریعتِ مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام کرتا ہے، تو اس چیز تک پہنچانے والے تمام اسباب و ذرائع اور اس کے چور دروازوں کو بھی حرام کرتا ہے، تاکہ اس کی حرمت بالکل پکی و قطعی ہو جائے۔ اور اس شئی تک پہنچنے، یا اس کی چہار دیواری کے قریب پھٹکنے سے منع ہو جائے اور ارتکابِ گناہ اور اس کے فرد و جماعت پر نقصان دہ نتائج میں گرفتار ہونے سے حفاظت ہو جائے۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حرام قرار دے اور اس چیز تک پہنچانے والے وسائل و ذرائع کو مباح قرار دے دیا جائے، تو یہ بات اس حرمت کی نفی و ضد شمار ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ ربِ حکیم کی شریعت ایسے تناقض سے پاک و بری ہے۔

اور زنا کی بدکاری، خطرہ و نقصان اور دین کی بدیہیات کے انجام کے اعتبار سے سب سے عظیم، سب سے گھناؤنے اور سب سے خبیث فواحش میں سے ایک ہے۔ یہی سبب ہے کہ زنا کی حرمت دین کی بدیہی باتوں میں سے ہے، ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْنٰۤاۤ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا﴾ (الاسراء: ۳۲) ”خبردار! زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا، کیونکہ زنا بڑی بے حیائی اور بہت ہی بری راہ ہے۔“

اسی بنا پر زنا کاری تک لے جانے والے اسباب و محرکات، بے حجابی اور اس کے وسائل، تبرج اور اس کے عوامل، اختلاط اور اس کے ذرائع، عورتوں کی مردوں یا کافروں کی مشابہت جیسے فتنہ و فساد اور شکوک و شبہات کے اسباب و محرکات کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

نیز اسرارِ تنزیل اور اعجازِ قرآنی کے اس عظیم راز پر بھی ذرا غور کریں کہ جب اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کے آغاز میں جرمِ زنا کی شناعت اور اس کی حرمت ایک خاص مقصد کے تحت بیان کی، تو اس نے ایک سے تینتیس آیت تک اس سے حفاظت کے بارہ وسائل و ذرائع بیان کئے، جو اس فاحشہ زنا کے لئے حجاب و روک بنے اور مسلمانوں کی صاف ستھری پاکیزہ جماعت و معاشرہ میں اس کے وقوع و شیوع کا مقابلہ کیا جاسکے۔ اور یہ احتیاطی تدابیر اور حفاظتی وسائل قوی و فعلی اور ارادی سبب قسم کے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ زنا کار مرد و عورت کو ان پر حد نافذ کر کے پاک کرنا۔

۲۔ زنا کار مرد و عورت سے اجتناب نکاح سے پاکیزگی و طہارت کا ثبوت دینا۔ البتہ اگر وہ سچی توبہ کر لیں تو پھر ان سے نکاح جائز ہوگا۔ مذکورہ دونوں وسائل فعل سے تعلق رکھتے ہیں۔

۳۔ زبان کو لوگوں پر زنا کاری کی تہمت و بہتان سے پاک رکھنا۔ اور جو شخص کسی پر بہتان لگائے اور چار گواہ نہ پیش کر سکے تو اس پر حدِ قذف نافذ ہوگی۔

۴۔ شوہر کا بیوی پر زنا کاری کا بہتان لگانے سے اپنی زبان کو پاک رکھنا۔ اگر

شوہر چار گواہ نہ اکٹھا کر سکے، تو پھر دونوں کے درمیان لعان کرایا جائے گا۔

۵۔ اپنے قلب و نفس کو کسی مسلمان پر زنا کاری کی بدگمانی سے پاک رکھنا۔

۶۔ نیت و قلب کو مسلمانوں میں فحاشی و بے حیائی کی اشاعت کی محبت سے پاک

رکھنا۔ کیونکہ فحاشی و بے حیائی کی اشاعت سے ان کے منکرین کا پلڑا کمزور ہوتا ہے اور فساق و اباحیت پرستوں کے پلڑے کو تقویت ملتی ہے۔

اور یہی سبب ہے کہ اس قسم کے لوگوں کی سزا دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں

نہایت سخت ہے، ارشادِ باری ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ

فِي الَّذِينَ آمَنُوا، لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ (النور: ۱۹)

”جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزو مند رہتے ہیں، ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے“۔

اور اشاعتِ فحاشی کی محبت ان تمام خبیث وسائل و ذرائع کو شامل ہے، جو ان

فواحش تک لے جانے والے ہیں، خواہ ان کا تعلق قول سے ہو، یا فعل سے، یا اقرار

سے ہو، یا ان کے اسباب کی ترویج سے، یا پھر ان پر خاموشی برتنے اور چپ سادھ

لینے سے، اور اور۔

اور یہ سخت وعیدِ بلادِ اسلامیہ میں عورت کی حجاب سے آزادی اور ان تمام شرعی

احکام سے گلو خلاصی کے داعیوں پر بھی منطبق ہوتی ہے، جو عورت کی عفت و عصمت

اور حیا و حشمت کے ضامن ہیں۔

۷۔ نفس کی وسوسہ اور برے خیالوں سے عام حفاظت: جو مومنوں کے دلوں پر

شیطان کے حملہ کا پہلا قدم ہے، تاکہ وہ اسے بدکاری میں ملوث کر دے۔ اور یہی بدکاری سے حفاظت کا ہدف ہے، ارشادِ بانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (النور: ۲۱) ”اے ایمان والو! شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے، تو وہ بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا۔“

۸۔ گھر میں داخلہ کے وقت اجازت لینے کا حکم: تاکہ گھر والوں کی عزت و آبرو پر نظر نہ پڑے۔

۹۔ اجنبی عورت پر حرام نظر ڈالنے سے آنکھ کو پاک رکھنا، یا اجنبی مرد کو حرام نظروں سے دیکھنے سے آنکھ کو پاک رکھنا۔

۱۰۔ اجنبی مردوں کے سامنے اپنی زینت کو ظاہر نہ کرنا۔

۱۱۔ ان حرکتوں پر پابندی جن سے مرد کی جنسی شہوت میں اشتعال پیدا ہو، مثلاً عورت کا پیر پٹکنا، جس سے اس کے پازیب کی جھنکار سنائی دے، اور جو مریض دلوں کو اپنی طرف متوجہ کر لے۔

۱۲۔ ہر اس شخص کو پاکدامنی اختیار کرنے کا حکم جو نکاح کرنے، یا اس کے اسباب مہیا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اور قرآن حکیم اور سنت مبارکہ میں ان اسباب و تدابیر کو اختیار کرنے کے احکام بھرے پڑے ہیں، جن میں مرد و عورت دونوں کے حق میں اس بدکاری سے

حفاظت وصیانت کے سامان موجود ہیں۔ چنانچہ وہ بعض احکام جو مرد کے حق میں مرد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، درج ذیل ہیں:

۱۔ مرد کے لئے ستر چھپانے کی فرضیت۔ اس لئے مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنا ستر ناف سے گھٹنہ تک کھول رکھے۔

۲۔ مرد کا اجنبی عورت سے اپنی نظر کا حجاب کرنا۔

۳۔ مرد کا مرد لڑکوں کے ساتھ مصاحبت اور ان کو بنظر شہوت دیکھنے سے باز رہنا۔ اور بعض احکام عورت کے حق میں عورت سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً:

۱۔ عورت کا دوسری عورت سے اپنا ستر چھپانا۔

۲۔ عورت پر اپنے شوہر کے سامنے دوسری عورت کی تعریف کرنے کی حرمت۔

اور زنا کاری سے حفاظت و بچاؤ کے عظیم ترین اسباب و تدابیر میں مسلمان عورتوں پر حجاب کی فرضیت ہے، کیونکہ حجاب ان کی حفاظت کی ترغیب دیتا ہے اور اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ ان کی زندگی عفت و عصمت، حفاظت و حجاب، حیا و حشمت اور ان کے سلسلہ میں زنا کی بدگمانی و بدکلامی اور زبان درازی سے دوری میں گزرے۔ اور حجاب اس کے منافی باتوں جیسے شہدا پن، چھپھور پن، اخلاقی گراؤٹ اور حیا باختگی کو کوسوں دور بھگاتا ہے۔



آٹھواں اصول

نکاح فضیلت کا تاج ہے

نکاح انبیاء و رسولوں کی سنت مبارکہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ، وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ (الرعد: ۳۸) ”ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں، اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا۔“

اور نکاح ہی اللہ کے حکم کی تسلیم و رضا میں مومنین کا راستہ ہے، ارشادِ الہی ہے: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ، إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ، وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ، وَلَيْسَتَعَفِيفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (النور: ۳۲ تا ۳۳) ”تم میں سے جو مرد و عورت بے نکاح کے ہوں، ان کا نکاح کر دو، اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہونگے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنا دے گا، اللہ تعالیٰ کثادگی والا اور علم والا ہے۔ اور ان لوگوں کو پاکہ دامن رہنا چاہئے جو اپنا نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار بنا دے۔“

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء و خاندان کے سرپرستوں کو حکم ہے کہ وہ اپنے ماتحت کے بے نکاح لوگوں کا نکاح کر دے۔ ”ایامی“ ”ایم“ کی جمع ہے، اور مرد و عورت میں سے جس کا زوج (جوڑا) نہ ہو اسے ”ایم“ کہتے ہیں۔ اور یہ حکم

بدرجہ اولیٰ خود اولیاء کو بھی شامل ہے کہ وہ خود بھی اپنا نکاح عفت و پاکدامنی اور بدکاری سے حفاظت کی غرض سے کر لیں۔

نیز رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت کی غرض سے نکاح کر لیں۔ کیونکہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصَرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ﴾ (متفق علیہ) ”اے نوجوانو! تم میں جو نکاح کی قدرت رکھے وہ نکاح کر لے، کیونکہ نکاح نگاہ کو پست رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور جو نکاح کی استطاعت نہ رکھے، وہ روزہ رکھا کرے، کیونکہ روزہ اس کی شہوت کی حدت کو توڑ دے گا۔“

اس معنی و مفہوم کی روایات بکثرت آئی ہیں۔ اور رحمن کے بندوں کی دعا میں آیا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ (الفرقان: ۷۴) ”اور وہ یہ دعا کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔“

اور یہی سبب ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس آدمی پر تکبیر فرمائی جو نکاح سے اس بنا پر باز آ گیا تھا تا کہ وہ رات میں تہجد گزاری و قیام اللیل اور دن میں روزہ رکھنے پر قادر ہو سکے، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿أَمَّا وَاللَّهِ! إِنِّي لَا أَخْشَاكُمْ

لِلّٰهِ، وَاتَّقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاَفْطِرُ، وَاَصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ
النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ ﴿﴾ (متفق عليه) ”يادرکھو! اللہ کی
قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف و تقویٰ رکھتا ہوں، تاہم میں روزہ
رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، تہجد گزاری کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں
سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ اس لئے جو شخص میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے
نہیں ہے۔“

اور نکاح دونوں صنفوں: مرد و عورت میں ودیعت جنسی فطرت کے تقاضوں پر
پاکیزہ، صاف ستھرا اور نتیجہ خیز طریقہ پر بلیک و صا د کرنا ہے۔

انہی اسرار و حکم کی بنا پر مسلمانوں میں نکاح کی مشروعیت پر کوئی اختلاف نہیں
رہا ہے۔ اور نکاح کی بابت اصل وجوب و فرضیت ہے، اس آدمی کے حق میں جسے
اپنے نفس پر گناہ و بدکاری میں ملوث ہو جانے کا خوف و خدشہ ہو، خصوصاً ان
حالات میں جبکہ دین و ایمان کی کمزوری اور اشتعال انگیز باتوں کی بھرمار ہو،
کیونکہ ایک مومن بندہ پر اپنے نفس کی عفت اور اسے حرام کاری سے دور رکھنا
واجب ہے اور اس کا پاکیزہ و حلال طریقہ نکاح ہی ہے۔

اس بنا پر علماء نے نکاح کرنے والے کے لئے یہ مستحب جانا ہے کہ وہ اپنا نکاح
کرتے وقت سنت پر عمل اور اپنے دین و ایمان کی حفاظت کی نیت کرے۔ اور اسی
سبب سے اللہ تعالیٰ نے ”عضل“ سے منع فرما دیا ہے، اور ”عضل“ عورت کو نکاح
سے روکنے کو کہتے ہیں، ارشادِ ربانی ہے: ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَنْكِحْنَ

أَزْوَاجَهُنَّ ﴿البقرة: ۲۳۲﴾ ”تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو“۔

انہی اسباب کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے نکاح کی شان کو نہایت بلند کیا ہے اور عقدِ نکاح کو ”میثاقِ غلیظ“ (مضبوط ترین عہد و پیمان) سے تعبیر کیا ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَخَذْنَا مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا﴾ (النساء: ۲۱) ”اور ان عورتوں نے تم سے ”مضبوط عہد و پیمان“ لے رکھا ہے“۔

عقدِ نکاح کے اس پاکیزہ نام ”مضبوط عہد و پیمان“ کی شگفتگی پر غور کریں، کس طرح قلوب کو اپنی مٹھی و قبضہ میں کر لیا ہے اور اسے عزت و احترام اور رعایت و حفاظت کے دائرہ میں سمولیا ہے۔ تو کیا اب مسلمان، نکاح کے کلیسائی نام (مقدس نکاح) سے اجتناب کرنا پسند کریں گے جو بہت سارے مسلمان ملکوں میں کافروں کے نقشِ قدم کی پیروی میں شدت و تیزی کے ساتھ دَرا آیا ہے؟۔

اس لئے نکاح مرد و عورت کے مابین ایسا شرعی تعلق ہے جو شریعت میں معتبر شرائط و ارکان اور مضبوط عہد و پیمان کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ اور نکاح کی اسی اہمیت کی بنا پر اکثر فقہاء و محدثین نے نکاح کے باب کو جہاد کے باب پر مقدم رکھا ہے، کیونکہ علمِ جہاد مردوں کے ہاتھ سے بلند ہوتا ہے اور مردوں کی تیاری و فراہمی کا ذریعہ صرف نکاح ہے۔ اور نکاح ہی حیاتِ انسانی کے قیام اور اسے استقامت و دوام بخشنے میں اعلیٰ ترین مقام کی نمائندگی کرتا ہے، کیونکہ نکاح میں بہت سارے عظیم مصالح اور حکمت اور نیک مقاصد مجتمع ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ حفظِ نسل اور انسانی معاشرہ کے قیام و دوام کے لئے نوعِ انسانی کا توالد و تناسل: تاکہ شریعت کی اقامت، دین کی سر بلندی، کائنات کی تعمیر و ترقی اور روئے زمین کی اصلاح و آباد کاری ہو، ارشادِ ربانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً﴾ (النساء: آیت ۱) ”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے۔“ نیز ارشادِ الہی ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا﴾ (الفرقان: ۵۴) ”اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، پھر اس سے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے، اور تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے۔“

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہی آدمی کو حقیر پانی سے پیدا کیا، پھر اس سے بہت ساری ذریت پھیلا دی اور انہیں نسب و سسرالی دو الگ الگ رشتوں میں متفرق و مجتمع طور پر تقسیم کر دیا اور ان سب کا مادہ وہی حقیر پانی ہے، تو پاک ہے قدرت والی ذات اور وہ خوب دیکھنے والی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کثرتِ نکاح کی ترغیب دی ہے، چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿تَزَوَّجُوا الْوُلُودَ الْوُدُودَ فَإِنِّي مُكَاثِّرٌ بِكُمْ الْآنِبِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ ”تم زیادہ بچہ جننے والی اور بہت پیار دینے والی عورت سے نکاح کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت سے

بروزِ قیامت انبیاء پر فخر کروں گا۔“ اسے امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔
یہ حدیث فضیلت کے سابق اصول ”عورت کا گھر میں قرار سے رہنا“ کی طرف
توجہ مرکوز کرتی ہے۔ کیونکہ کثرتِ نسل بذاتِ خود مقصود نہیں ہے۔ اصل مقصد کثرتِ
نسل کے ساتھ، اس کا صلاح و تقویٰ، استقامت اور صحیح تربیت و نشوونما ہے تاکہ وہ
امت میں صالح و مصلح، والدین کے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ان کی وفات کے بعد ان
کی نیک نامی کا باعث بنے۔ اور ظاہر ہے یہ بات کثرت سے بیرونِ خانہ کی سیاحت
کرنے والی عورت سے جو اپنے گھریلو زندگی کے وظیفہ سے دور کر دی گئی ہے، نہیں
پیدا ہو سکتی۔ اور اس کے والد کے ذمہ کسب و نفقہ کا بار اس کی حفاظت و رعایت کی بنا پر
ہے اور یہی مرد و عورت کے درمیان فرق و امتیاز کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔
۲۔ عزت و آبرو کا تحفظ، شرمگاہ کی حفاظت، عفت و عصمت کا حصول، فواحش
و معاصی سے اجتناب اور فضائل سے آراستگی:

یہ مقصد بدکاری اور اس کے وسائل و ذرائع: تہرج، اختلاط اور نظرِ حرام کی
حرمت کا مقتضی ہے۔ نیز محارم کی عزت و آبرو کی پامالی پر غیرت و حمیت اور اس
کے اثر و نفوذ کی روک تھام کے لئے بند و باڑھ باندھنے کا مقتضی ہے۔ اور اس کے
بند و باڑھ میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل عورتوں پر حجاب کی تنفیذ ہے۔ پھر
ایک بار غور کریں کہ ان دونوں مقاصد نے کیسے فضیلت کے اصول کو مجتمع کرنے
کے عمل کو شامل کر لیا ہے، تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

۳۔ نکاح کے دیگر مقاصد کی تکمیل و حصول: مثلاً چین و سکون اور راحت و

اطمینان کا وجود، جس میں شوہر زندگی کی تلخی، مشقت اور زبوں حالی سے اور بیوی محنت و کمائی کی مشقت سے سکون و اطمینان حاصل کرتی ہے۔ ارشادِ بانی ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (البقرة: ۲۲۸) ”عورتوں کے لئے بھی معروف طریقہ پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں“۔

قارئینِ کرام! آپ اس بات پر غور کریں کہ عورتوں کی کمزوری کس طرح مردوں کی قوت سے مل کر منجمد ہو جاتی ہے اور پھر دونوں صنف باہم آپس میں کامل و مکمل ہو جاتے ہیں۔

نکاح غنا و مال داری اور فقر و فاقہ کے دور کرنے کا ایک سبب ہے، ارشادِ الہی ہے:

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ، إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ (النور: ۳۲) ”تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح کے ہوں، ان کا نکاح کر دو، اور اپنے نیک غلام اور لونڈیوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنا دے گا، اللہ تعالیٰ کثادگی والا اور علم والا ہے“۔

اور نکاح ہی زن و شوہر میں سے ہر ایک سے بیکاری و بے روزگاری، انسدادِ فتنہ، محنت و کمائی اور عفت و عصمت کی زندگی لانے کا ایک سبب ہے اور جائز طریقہ، جبکہ نکاح سے استمتاع و تلذذ اور تکمیلِ خواہش و احتیاج اس پر مستزاد ہے۔

اور نکاح ہی سے میاں و بیوی میں سے ہر ایک کی اہلیت و صلاحیت کی تکمیل ہوتی ہے۔ خصوصاً مرد کے ذمہ داری سنبھالنے اور مشقتِ زندگی کا مقابلہ کرنے کے

لئے اس کے حوصلہ و مردانگی کی تکمیل ہوتی ہے۔

اور نکاح ہی سے زن و شوہر کے درمیان باہمی الفت و محبت اور رحمت و مودت اور تعاون و تعاطف پر مبنی تعلقات استوار ہوتے ہیں، ارشادِ باری ہے: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً، إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْفَقُونَ﴾ (الروم: ۲۱) ”اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں، تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت و رحمت پیدا کر دی، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں“۔

اور نکاح ہی سے دوسرے خاندانوں سے قرابت و سرالٰی رشتہ کی زندگی وسیع تر ہوتی رہتی ہے، جس کے آپسی تعاون، رابطہ اور تبادلہ منافع میں نہایت عمدہ اور دور رس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور دیگر مصالح ہیں جن کا دائرہ کثرتِ نکاح سے وسیع تر ہوتا ہے اور قلتِ نکاح سے تنگ تر ہوتا ہے اور فقدانِ نکاح سے بالکل یہ ناپید ہو جاتا ہے۔

مقاصدِ نکاح کے علم ہی سے اعراضِ نکاح کے نقصانات اور دیگر برے انجام و نتائج معلوم ہو جاتے ہیں: مثلاً نسلِ انسانی کا انسداد و انقطاع، تبدیلِ حیات کا گُل ہونا، شہروں و آبادیوں کی بربادی و ویرانی، عفت و عصمت کا خاتمہ وغیرہ۔

اور اعراضِ نکاح کے قوی ترین اسباب میں سے ایک نئی نسل کے قلوب میں دینی تربیت کا ضعف و فقدان ہے۔ کیونکہ دل میں ایمانی تربیت کی قوت و مضبوطی

آدمی کو عفت و عصمت اور عزت و آبرو کی حفاظت پر راغب کرتی ہے۔ اس لئے وہ اپنی جدوجہد اور کدوکاوش کو اپنے نفس کی عفت و پاکدامنی پر مجتمع کر دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق: ۲) ”اور جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا، اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا“۔

اور اعراض نکاح کے قوی اسباب میں سے ایک بے حجابی و بے پردگی، تبرج و سفور اور اختلاط کا وبائی شکل میں انتشار و پھیلاؤ ہے۔ کیونکہ ایک عقیف آدمی اس بیوی پر خوف کھاتا ہے جو تحفظ عفت و عصمت کو حقیر و معمولی سمجھتی ہے۔ اور فاسق و فاجر آدمی بدکاری کے کوٹھوں، چکلوں اور فحش خانوں کی گشت سے حرام کاری کا راستہ پالیتا ہے۔ اور ہم برے انجام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ چنانچہ اعراض نکاح کا مقابلہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ سفور و تبرج اور اختلاط کا مقابلہ کیا جائے۔ اس تفصیل سے یہ اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ نکاح سابقہ فضیلت کے اصولوں کو کس طرح اپنے دامن میں سمیٹے ہوا ہے۔

☆☆☆☆☆

نوان اصول

گمراہ کن آغاز سے اولاد کی حفاظت کی فریضیت

نکاح کے عظیم ترین نتائج میں سے ایک اولاد کی پیدائش ہے۔ اور اولاد والدین یا اولیاء کے پاس بطور امانت ہیں۔ اس بنا پر شرعاً یہ واجب ہو جاتا ہے کہ اس بار امانت کو اسلام کی ہدایت و تعلیم کے مطابق اولاد کی تربیت اور ان کی دینی و دنیوی ضروری تعلیم کے ذریعہ ادا کیا جائے۔ اور اس معاملہ میں اولین فرض اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتاب، رسول، یوم آخرت اور تقدیر کے خیر و شر پر ایمان کے عقیدہ اور توحیدِ خالص کو ان کے قلوب میں راسخ و پیوست کیا جائے، یہاں تک کہ ان کے قلوب کی بشاشت کے ساتھ حل جائے، اور ان کو ارکانِ اسلام کی تعلیم دی جائے۔ نماز کی وصیت کی جائے اور ان کی صلاحیتوں کے چلا کی نگرانی کی جائے اور فضائلِ اخلاق اور محاسنِ آداب سے ان کی فطرت و عادت کو نشو و نما و فروغ دیا جائے، اور برے ساتھیوں، شر پسند دوستوں اور رذیل لوگوں کی صحبت سے ان کی حفاظت کی جائے۔

تربیت کے یہ خطوط و معالمِ دین کی بدیہی باتوں میں سے ہیں۔ اور تربیت کی اسی اہمیت کے سبب علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور نومولود بچوں کے احکام کا ذکر فقہی کتابوں کے صفحات میں برابر کیا گیا ہے۔

اور یہی تربیت انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت طیبہ اور اولیاء و اصفیاء کی پاکیزہ شیوہ و عادت اور اخلاق رہی ہے۔ اور لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو اس جامع نصیحت اور لمبی و نافع وصیت پر ٹھنڈے دل سے غور کریں، ارشادِ بانی ہے: ﴿وَادِّ

قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ، إِنَّ الشِّرْكَ
لَظُلْمٌ عَظِيمٌ، وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ
وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ، إِلَيَّ الْمَصِيرُ، وَإِنْ
جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا
وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ، يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ
حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ
يَأْتِ بِهَا اللَّهُ، إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ، يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ
بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ
عَزْمِ الْأُمُورِ، وَلَا تَصْغُرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا،
إِنَّ اللَّهَ لَا يَحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ، وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاعْصِضْ
مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩٣﴾ (لقمان: ١٩٣-١٩٣)

”اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ پیارے بچے!
اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ ہم نے انسان کو اس
کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دھ پر دھ اٹھا کر اسے حمل
میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی
شکرگزاری کر، تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس
بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو، تو ان کا کہنا

نہ ماننا، ہاں! دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا، اور اس کی راہ پر چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں خبردار کر دوں گا۔ پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو، پھر وہ بھی کسی چٹان میں ہو، یا آسمانوں میں ہو، یا زمین میں ہو، اسے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا، اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔ اے میرے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا، اور جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا، یقین مان کہ یہ بڑے تاکید کی کاموں میں سے ہے۔ لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا، اور زمین پر اتر کر نہ چل، کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز پست کر، یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔‘

یقیناً لڑکے کو ایک باپ کی اس وصیت نے تربیت اور بچوں کے بنانے سنوارنے کے اصول اپنے اندر پرو لئے ہیں اور یہ بات اس آیت پر غور کرنے والے پر نہایت واضح ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحریم: ۶) ”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔“ اور بیٹا باپ سے ہے، اس لئے اسے لفظ ﴿أَنْفُسَكُمْ﴾ شامل ہے، اور بیٹا اہل سے بھی ہے، اس لئے اسے لفظ ﴿أَهْلِيكُمْ﴾ بھی شامل ہے۔ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ﴿عَلِّمُوهُمْ

وَأَذْبُوهُمْ ﴿٢٩٥﴾ ”تم بچوں کو تعلیم و ادب سکھایا کرو“۔ اسے ابن ابی الدنیانے (کتاب العیال ۱/ ۴۹۵) میں روایت کیا ہے۔

اور نیک اولاد کی دعا تو مومن آدمی کا شیوہ رہا ہے، جیسا کہ اس فرمان باری تعالیٰ میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ (الفرقان: ۷۴) ”اور جو یہ دعا کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا“۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”آدمی اپنی بیوی اور بچوں کو اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار دیکھتا ہے، اور اس سے بڑھ کر اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار دیکھے“۔ اسے ابن ابی الدنیانے (کتاب العیال ۲/ ۶۱۷) میں روایت کیا ہے۔

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی متفق علیہ حدیث میں ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ﴿كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ﴾ ”تم میں سے ہر شخص نگران و نگہبان ہے اور سب سے اس کے ماتحت کے بارے میں باز پرس کی جائے گی، چنانچہ آدمی اپنے اہل بیت کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے اہل بیت کے بارے میں باز پرس ہوگی“۔

مذکورہ نصوص سے اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر اولاد کی تربیت کی فرضیت و وجوب واضح ہے۔ نیز اولاد اپنے اولیاء کے کندھوں پر ایک امانت ہیں، اور

اسلامی تعلیم و تربیت، اولیاء و آباء پر اولاد کا حق ہے۔ اور یہ نیک اعمال میں سے ایک ہے جس کے ذریعہ والدین اپنے رب کا تقرب حاصل کرتے ہیں اور اس کا اجر و ثواب مثل صدقہ جاریہ جاری و ساری رہتا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ، أَوْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ﴾ ”جب آدمی مر جاتا ہے، تو اس سے اس کے عمل کا رشتہ کٹ جاتا ہے، البتہ تین طریقوں سے نہیں کٹتا: ایک علم کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، دوسرا نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرتی رہتی ہیں، تیسرا صدقہ جاریہ“۔ اور اس امانت کے سلسلہ میں کوتاہی برتنے والا اللہ تعالیٰ کا نافرمان و گنہگار ہے اور اپنے رب کے حضور اپنی معصیت کا بوجھ اور وہ بھی تمام بندوں کے سامنے ضرور اٹھائے گا۔ حمید ضعی رحمہ اللہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: ”كُنَّا نَسْمَعُ أَنَّ أَقْوَاماً سَحَبُوهُمْ عِيَالَهُمْ عَلَى الْمَهَالِكِ“ ”ہم یہ سنتے آئے ہیں کہ کچھ قوموں کو ان کے اہل و عیال نے ہلاکت کے گڈھوں میں کھینچ لایا“۔ اسے ابن ابی الدنیا نے (کتاب العیال ۲/۶۲۲) میں روایت کیا ہے۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ﴾ (التغابن: ۱۴) ”اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں، پس ان سے ہوشیار رہنا“۔ اور اولاد کی تربیت میں کوتاہی برتنا ہی ماں باپ کے حق میں ان کی

عداوت و دشمنی ہے۔ چنانچہ گناہ بھی انہیں کے سر لوٹے گا۔

قنادہ بن دعامہ سدوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”كَانَ يُقَالُ إِذَا بَلَغَ الْغُلَامُ فَلَمْ يُزَوِّجْهُ الْآبُ فَأَصَابَ فَاحِشَةً أَيْمَ الْآبِ“ ”کہا جاتا ہے: جب لڑکا بالغ ہو جائے اور باپ اس کی شادی نہ کرائے اور وہ بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھے، تو باپ گنہگار ہوگا“ اسے ابن ابی الدنیا نے (کتاب العیال ۱/۱۷۲) میں روایت کیا ہے۔ اور مقاتل بن محمد عتقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ ابواسحاق ابراہیم حربی کے پاس حاضر ہوا، تو ابراہیم حربی نے میرے والد سے دریافت کیا: ”یہ تمہارے بچے ہیں؟“۔ میرے والد نے کہا: ہاں! انہوں نے فرمایا: اخْذْ لَا يَرْوَنكَ حَيْثُ نَهَاكَ اللَّهُ فَتَسْقُطَ مِنْ أَعْيُنِهِمْ“ ”ہوشیار رہنا! یہ بچے تم سے ایسی حرکت نہ دیکھ پائیں جو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، پھر تم ان کی نگاہوں سے گرجاؤ گے“۔ جیسا کہ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (صفة الصفوة) میں بیان کیا ہے۔

اولاد کے حق میں یہ تفریط و کوتاہی باپ کو اس کی ولایت سے معزولی، یا ایک دوسرے صالح شخص کو اس کی ولایت میں شامل کرنے کا موجب ہے، نئی پود و نسل کے اسلام و اخلاق پر ان تربیت گاہوں اور پرورش کدوں کے خطرات کے سبب، کیونکہ قاعدہ ہے کہ کافر یا فاسق کو ولی امر بننے کا حق نہیں ہوتا۔

اور یہاں معاملہ ضرر رساں شروعات اور گمراہ کن آغاز کی تشخیص کا ہے، جن کا ان بچوں کو سامنا ہے جو مفید و مضر اشیاء کے درمیان فرق و امتیاز کے ساتھ مرحلہ تیز کو

پہنچ چکے ہیں۔ اور بچوں کی صلاحیت میں فرق و تفاوت کی وجہ سے ان کی تمیز میں بھی فرق و تفاوت ہوتا ہے۔ یہ وہی آغاز ہیں جن میں جذبات و وجدانات کی تحریک سے مغلوب ہو کر اولاد کی تربیت میں تساہل برتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب بچہ اپنے رشد و بلوغ کو پہنچ جاتا ہے تو وہ ان اذیت ناک صورتحال کو ایک خوشگوار گھونٹ سمجھ کر پی چکا ہوتا ہے اور وہ اس کے خون و دل میں سرایت کر چکی ہوتی ہے، نیز اس کے اور اس کے مضر یا گمراہ کن اثرات کے درمیان نفرت و حجاب کا پردہ چاک ہو چکا ہوتا ہے۔ اور والدین و اولیاء سخت اضطراب، گھٹن اور اس کو سلامتی کی راہ پر واپس لانے میں بڑی مشقت و دشواری میں گھر کر رہ جاتے ہیں، گویا زبان حال کہتی ہے:

﴿يَا حَسْرَتِي عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ﴾ (الزمر: ۵۶) ”ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی“۔

اس لئے کتاب و سنت کے دائرہ میں اس اصول کی تفصیل بیان کرنا اور اولیاء کی توجہ اس طرف مبذول کرانا واجب ہو گیا ہے جو فطرت کی بنیادوں، صحیح عقیدہ اور عقل سلیم پر مبنی ہو، تاکہ یہ نئی پود و نسل کی اولین تربیت، اور ان کی اور ان کے دین و دنیا کے مضر آغاز سے حفاظت کا سامان بن سکے۔ اور ان فضائل خاص طور پر حجاب کے تباہ کن و ہلاکت خیز آغاز میں سے درج ذیل امور ہیں:

۱۔ فاسق کی گود و پرورش: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ﴾ ”ہر نوجو مولود فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس

کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں،‘۔ اسے امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے۔

یہ عظیم حدیث پاک نومولود پر اس کے والدین کے اثر و رسوخ کی گہرائی اور اسے اس کے فطرت کے تقاضوں سے منحرف کر کے کفر اور فسق و فجور میں ڈال دینے کی حد بیان کر رہی ہے۔ اور یہ ان شروعات کا آغاز ہے۔

اور ان شروعات میں ایک بات یہ بھی ہے کہ جب ماں بے حجاب و حیا باختہ ہو، بکثرت گھر سے باہر گھومنے پھرنے والی ہو، اہل جاہلیت جیسی زینت کی نمائش کی یاد تازہ کرنے والی ہو، مردوں کے معاشرے و جھرمٹ میں براجمان ہوتی ہو، تو اس کی یہ عادت و خصلت اس کی لڑکی کے لئے انحراف و برگشتگی، اچھی تربیت اور اس کے مضبوط تقاضے: حجاب و پاکدامنی اور شرم و حیا سے اسے کہیں دور ڈال دینے کی عملی تربیت شمار ہوگی جسے ”فطری تعلیم“ کا نام دیا جاتا ہے۔

اور اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ گھر کی خادمہ، ماما اور دائی کا بچوں پر کتنا گہرا سلبی و ایجابی اثر پڑتا ہے۔ اس بنا پر علماء نے بچوں پر ان پرورش گاہوں کے ان کے اسلام، اخلاق اور استقامت پر انہی خطرات کے سبب یہ قرار داد پاس کی ہے کہ کافر یا فاسق کی کوئی حضانت یا پرورش درست نہیں۔

۲۔ خواب گاہوں میں اختلاط: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ لَسْبَعِ وَأَضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرِ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ﴾ ”اپنی اولاد کو

سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو، اور انہیں دس سال کی عمر میں نماز کے لئے مارو، اور ان کے خوابگاہ الگ الگ کر دو۔ اسے امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث پاک اندرون خانہ اختلاط کے آغاز سے ممانعت کے سلسلہ میں نص ہے۔ جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں، تو ان کے والدین و اولیاء پر ان کے خوابگاہ الگ الگ اور لڑکا لڑکا، یا لڑکی لڑکی، یا لڑکا لڑکی کے اختلاط سے منع کر دینا واجب ہے، تاکہ بچپن ہی سے ان کے نفوس میں عفت و حیاداری کا بیج بویا جاسکے، اور شہوت کی تحریک کے خوف سے بچا جاسکے کہ جہاں اختلاط کا یہ آغاز پہنچا دیتا ہے۔ اور جو چراگاہ کے آس پاس بکریاں چرائے، عین ممکن ہے کہ وہ چراگاہ میں داخل ہو جائے۔

ابراہیم حربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”أَوَّلُ فَسَادِ الصَّبِيَّانِ بَغْضُهُمْ مِنْ بَغْضٍ“ ”بچوں کے فساد و بگاڑ کا پہلا بیج ایک دوسرے سے اختلاط سے پڑتا ہے۔“ جیسا کہ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کی کتاب ”ذم الہوی“ میں ہے۔

۳۔ نرسری اسکول میں اختلاط: یہ بیرون خانہ اختلاط کی شروعات کی اولین ابتدا ہے۔ جب خوابگاہوں میں لڑکوں کا اختلاط جبکہ وہ آپس میں بھائی ہیں، اندرون خانہ ہیں اور اپنے والدین کی نگرانی میں ہیں، شریعت نے اس اختلاط سے منع کیا ہے، تو بیرون خانہ اور وہ بھی والدین کی نگرانی ندارد، تو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ اس لئے والدین کو اللہ کا خوف کھانا چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کو ان مخلوط درسگاہوں اور تربیت گاہوں میں داخل کرے۔

۴۔ پھولوں کا گلہستہ پیش کرنا: یہ سفور و تبرج اور بے حیائی کی ابتدا ہے، جو عباءِ حیا اتار پھینکنے اور چادرِ غیرت کو تار تار کرنے کا آغاز ہے اور جو ایک معصوم بچی کے نفس میں بے حجابی کے آغاز کا بیج بوتا ہے۔ اور یہ اس کی ہم جنس وہم جولی لڑکیوں میں اسی طرح سرایت کرتی ہے جیسے آگ سوکھی پتیوں میں بھڑک اٹھتی ہے۔ اس لئے اللہ کے بندو! اپنی اولاد کے بارے میں اس سے خوف کھاؤ۔

۵۔ لباس میں تبرج کی ابتدا: سنِ تمیز والی چھوٹی بچیوں کو وہ کپڑے پہنانا جو بالغہ بچیوں کے لئے حرام ہیں، جائز نہیں ہے۔ مثلاً چست و تنگ لباس، یا باریک جسم جھلکنے والے کپڑے، یا وہ کپڑے جو پورے جسم کو نہ چھپائے جیسے چھوٹے کپڑے، یا جس میں تصویر ہو، یا صلیب کا نشان ہو، یا مردوں کے لباس کے مشابہ ہو، یا کافر عورتوں کے لباس کے مشابہ ہو وغیرہ عریانیت و فحاشی کے لباس، جس کے بارے میں تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ بدکار اور عزت و آبرو کا سودا کرنے والی عورتوں کے یہاں سے مسلمان عورتوں میں ڈر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم ستر پوشی اور حسن انجام کا سوال و دعا کرتے ہیں۔

۶۔ طالبات کے یونیفارم میں تبدیلی مردانہ پن کا آغاز ہے: تاریخ سے یہ بات پایہ ثبوت کی پہنچ چکی ہے کہ حجاب والے مدارس میں لباس کی تبدیلی، شرعی لباس کے خاتمہ کا آغاز اور تبرج کی طرف پیش قدمی کی مرحلہ وار ابتدا ہے۔ پہلے ایسے چھوٹے لباس کے ذریعہ جس سے پنڈلی کھلی رہ جائے، گرچہ موزوں سے چھپائے۔ پھر اسے بلا موزہ کھلی چھوڑ دیا جائے، پھر کافر عورتوں کی مشابہت میں گردن کا پٹہ

(ٹائی) لٹکایا جائے۔ اور یہی حال آستین کے ساتھ بھی ہو، یہاں تک کہ شرعی لباس کے ضوابط پامال کر دیئے جائیں، اختلاط کی کثرت ہو جائے اور کنٹرول مشکل پڑ جائے اور خارجیین دین کے لئے اپنا ہدف: سفور و تبرج تک پہنچنے کا موقع مل جائے۔ نیز ورزش کے بطور تمہید نسوانی جوتے تبدیل کر کے ورزشی جوتے پہنائے جائیں اور اس طرح تبدیلیوں کا سلسلہ دراز ہوتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ طالبات کو مرد بنادینے اور کافر عورتوں کے بالکل مشابہ کر دیئے جانے کا ہدف مکمل ہو جائے۔ جیسا کہ عملاً مصر کے مدارس البنات (گرلز اسکول) میں ہو چکا ہے۔ اس لئے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۶۳) ”جو لوگ حکمِ رسول کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے، یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔“



دسواں اصول

مومن عورتوں پر غیرت و حمیت واجب و فرض ہے

غیرت تحفظِ حجاب اور تبرج و سفور اور اختلاط کے دفاع کا ایک معنوی بند و قلعہ ہے، اور غیرت ہی وہ روحانی قوت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندہ کے اندر ودیعت کی ہے، جس سے بندہ اپنے محارم، مجد و شرف اور ہر مجرم و دغا باز سے عفت و عصمت کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اسلام میں غیرت کو خُلقِ محمود اور جائز جہاد تسلیم کیا گیا ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَغَارُ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ يَغَارُونَ غَيْرَةَ اللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ عَلَيْهِ﴾ (متفق علیہ) ”اللہ تعالیٰ غیرت کھاتا ہے، اور مومن کو بھی غیرت ہوتی ہے۔ اور اللہ کی غیرت کو یہ بات دعوت دیتی ہے کہ مومن بندہ اس چیز کا ارتکاب کرے جو اس پر اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔“ نیز نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ﴾ ”جو آدمی اپنے اہل و عیال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے“۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کے یہ الفاظ بھی آئے ہیں: ﴿مَنْ مَاتَ دُونَ عَرَضِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ﴾ ”جو شخص اپنی عزت و آبرو کے دفاع میں فوت ہو جائے وہ شہید ہے“۔

اور حجاب محارم کی پامالی و بے حرمتی پر غیرت کی نشوونما کا بہت بڑا وسیلہ اور اس بلند اخلاق کے خاندانوں اور نسلوں میں توارث کا باعث ہے۔ یعنی عورتوں کی خود اپنی عزت و آبرو اور شرافت و کرامت پر غیرت، ان کے اولیاء کی ان پر غیرت اور مومنین کی اپنے محارم کی بے حرمتی یا آنچ پر غیرت، جس سے ان کی کرامت، عفت، طہارت

گرچہ اجنبی مرد کا ان کی طرف صرف ایک نظر دیکھنا ہی کیوں نہ ہو، مخدوش ہوتی ہے۔ اس بنا پر غیرت کی ضد ”دیوثیت“ ہے۔ اور غیور کی ضد ”دیوث“ ہے اور ”دیوث“ اس آدمی کو کہتے ہیں جو اپنے اہل و عیال میں فحاشی و بے حیائی اور برائی پر مطلع ہونے کے باوجود خاموشی اختیار کر لیتا ہے اور ان پر اس کی غیرت نہیں پھڑکتی۔ اس لئے شریعت مطہرہ نے ان تمام اسباب و ذرائع پر پابندی عائد کر دی ہے جو حجاب کی پامالی اور دیوثیت تک پہنچانے والے ہوں۔

اور قارئین کرام کی خدمت میں شیخ احمد شا کر رحمہ اللہ کا وہ نفیس بیان پیش ہے جو انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کی شرح کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے:

﴿مَا مِنْ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ فَيَقْبُلُ اللَّهُ لَهَا صَلَاةً حَتَّى تَغْتَسِلَ مِنْهُ اغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ﴾ ”جو عورت خوشبو لگا کر مسجد جائے، اس کی نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی، یہاں تک کہ وہ غسل جنابت جیسا غسل نہ کر لے۔“

اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ شیخ موصوف اپنی مسند کی تحقیق (۱۵/۱۰۸ تا ۱۰۹) میں رقمطراز ہیں: ”اے مسلم مرد اور اے مسلمان عورت! تم رسول اللہ ﷺ کی اس عورت کے حق میں شدید وعید پر غور کرو جو خوشبو لگا کر اپنے رب کی عبادت کے لئے مسجد کا رخ کرتی ہے کہ اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ اس خوشبو کو غسل جنابت کی طرح اچھی طرح نہ دھو ڈالے اور اس کی خوشبو کا اثر مکمل طور پر زائل و ختم نہ ہو جائے۔“

اس وعید کو دیکھو، اور پھر ان حرکتوں پر بھی نظر کرو جو ہمارے زمانہ کی فاجر

و بدکار اور حیا باختہ عورتیں کرتی ہیں اور اپنی جھوٹی نسبت اسلام کی طرف کرتی ہیں۔ وہ دراصل ان فساق و فجار کی اعانت کرتی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اسلام کی بدیہیات کے خلاف جری ہو گئے ہیں، ان سب کا یہ ظنِ فاسد ہے کہ عورت کی بے حجابی اور اس کے لباس سے عاری باغیانہ روش و خروج اور بازاروں، لہو و لعب اور فسق و فجور کے اڈوں میں مردوں کے ساتھ اختلاط میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان کی جرأت کا حال یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام نے عورت پر ان ڈیلی گیشن اور مندوبین کے وفد میں شرکت کے لئے سفر کو حرام نہیں کیا ہے، جو ان کے یہاں ”سائنسی ڈیلی گیشن“ کے نام سے موسوم ہے۔ نیز وہ عورت کے کسی سیاسی منصب و عہدہ کی ذمہ داری سنبھالنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

ہاں! بلکہ بازاروں اور سڑکوں پر ان فساق و فاجر عورتوں کے قبیح منظر کو بھی دیکھو کہ کس طرح وہ اپنے ستر و حیا کے اعضاء کو کھول رکھی ہیں، جنہیں چھپانے کا اللہ و رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔ تم ایک کو دیکھو گے کہ وہ اپنے سر کو پوری آرائش و زینت کے ساتھ بے حجاب کر رکھی ہے، اپنی پستان، سینہ، پیٹھ، بغل اور اس کے نیچے کے حصوں کو کھول رکھی ہے اور ایسے لباس زیب تن کر رکھی ہے جو کچھ بھی نہیں چھپاتے، بلکہ اس لباس کے سبب نیچے کے اعضاء مزید خوشنما اور خوبصورت ترین مظہر میں نظر آتے ہیں، مزید طرہ یہ کہ یہ ساری منکر حرکات ماہِ رمضان مبارک میں بھی کرتی ہیں، نہ وہ خود حیا کرتی ہیں اور نہ وہ مرد حیا کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی نگرانی و حفاظت کی ذمہ داری ڈالی ہے، بلکہ وہ دیوث آدمی کے مثل ہو چکے ہیں۔ پھر

ان سب حرکات کے باوجود تم انہیں۔ حضرات و خواتین۔ کو مسلمان کہو گے؟“۔

میری عرض ہے کہ: اگر آپ حجاب اور اجنبی مردوں سے چہرہ کا پردہ کرنے کی فضیلت جاننے کے خواہاں ہیں تو حجاب والی عورتوں کے حال پر غور کریں کہ ان پر کیسی حیا و احتشام سایہ فگن ہے۔ وہ بازاروں میں مردوں کی مزاحمت سے کتنی دور اور برائیوں میں ملوث ہونے سے کتنی مضبوط حفاظت میں ہیں، کیا آپ ان کی طرف غلط نگاہوں سے دیکھنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟۔ نیز ان کے اولیاء کے حال پر غور کریں کہ ان کے یہاں کیسی شرافتِ نفس اور محارم کے سلسلہ میں ان فضائل کی کیا حفاظت و نگرانی پائی جاتی ہے؟ اسے آپ بے حجاب اور تبرج شعار عورت کے حال سے موازنہ کریں جو مردوں کے سامنے اپنے چہرہ کی دعوتِ نظارہ دیتی رہتی ہے، اور اس سے اسی قدر فضائل ساقط ہو چکے ہیں جس قدر اس کے یہاں بے حیائی و بے حجابی پائی جاتی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ ایک فاجر و بے حیا عورت دوسرے فاجر اجنبی شخص سے محو گفتگو ہے، کیا آپ کے خیال میں وہ دونوں آپس میں اس عقدِ نکاح سے زن و شوہر ہیں جس کا گواہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بنایا گیا تھا؟ اور اگر اس عورت کا دیوث شوہر اسے اس حال میں دیکھ بھی لیتا ہے، تو اس کے نہ روٹکے کھڑے ہوتے ہیں اور نہ اس کی رگِ حمیت پھڑکتی ہے، کیونکہ اس کے اندر کی غیرت و حمیت دفن ہو چکی ہے۔ اور ہم غیرت کی موت اور برے انجام سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

یہ دیوث شوہر اس عربی بدو سے بھی کتنے پر لے درجہ کا ہے کہ اس بدو نے جب دیکھا کہ ایک آدمی اس کی بیوی کی طرف بری نظر سے دیکھ رہا ہے، تو اس نے محارم

پر غیرت کھا کر اس بیوی کو طلاق دے ڈالی۔ اور جب اسے اس بارے میں عتاب و ملامت کا نشانہ بنایا گیا، تو اس نے ایک پورا قصیدہ کہہ ڈالا جو تاریخ میں ”قصیدہ ہاسیہ“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعض اشعار قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے پیش خدمت ہیں:

وَأَتْرُكُ حُبَّهَا مِنْ غَيْرِ بُغْضٍ وَذَلِكَ لِكَثْرَةِ الشُّرَكَاءِ فِيهِ
إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ عَلَى طَعَامٍ رَفَعْتُ يَدِي وَنَفْسِي تَشْتَهِيهِ
وَتَجْتَنِبُ الْأَسْوَدُ وَرُودَ مَاءٍ إِذَا رَأَتْ الْكِلَابَ وَلَعْنُ فِيهِ

”میں اس عورت کی محبت دل سے محو کر ڈالتا ہوں، کسی بغض و عداوت کے سبب نہیں، بلکہ اس بنا پر کہ اس میں بہت سارے لوگ شریک ہو گئے ہیں۔ جب کبھی کسی کھانے پر گر جاتی ہے، تو اپنے نفس کی اشتہا کے باوجود میں اس کھانے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہوں۔ اور شریف سردار شیر اس گھاٹ سے پانی پینے سے پرہیز کرتا ہے جب وہ کتوں کو وہاں منہ ڈالتے ہوئے دیکھ لیتا ہے۔“

نیز یہ دیوث شوہر اس عرب عورت سے بھی گیا گزرا ہے جس کا دوپٹہ چہرہ سے گر گیا، تو اس نے اپنا دوپٹہ ایک ہاتھ سے اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اجنبی مردوں سے اپنے چہرہ کا پردہ کیا۔ یہ منظر دیکھ کر شاعر کو کہنا پڑا:

سَقَطَ النَّصِيفُ وَلَمْ تُرِدْ إِسْقَاطَهَا فَتَنَاوَلْتَهُ وَاتَّقَتْنَا بِالْيَدِ

”اس کی اوڑھنی گر گئی، حالانکہ وہ گرانا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے اپنے ایک ہاتھ سے تو اوڑھنی اٹھالی، مگر دوسرے ہاتھ سے ہم سے پردہ و حفاظت کی۔“

اور اس سب سے اعلیٰ وعدہ ترین مثال شیخ مدین کی ان دونوں بیٹیوں کی ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے: ﴿فَجَاءَتْهُ إِخْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَىٰ اسْتِخْيَاءٍ﴾ (القصص: ۲۵) ”اتنے میں ان دو لڑکیوں میں سے ایک ان (موسیٰ علیہ السلام) کی طرف شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی“۔ اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ”وہ اپنے چہرہ پر کپڑا ڈال کر، شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی، گویا وہ زبان حال سے کہہ رہی تھی کہ وہ نہ بے باک و زبان دراز لڑکی ہے اور نہ زیادہ گھر سے باہر سیاحت کرنے والی“۔ جیسا کہ ابن کثیر (۳/۳۸۴) میں ہے۔

نیز اس آیت میں ادب، عفت و پارسائی اور حیا داری کا وہ عجیب مرتبہ و مقام ہے جہاں شیخ مدین کی لڑکی تحفظ و صیانت میں پہنچی ہوئی تھی، اس نے کہا: ﴿إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا﴾ ”کہنے لگی: میرے ابو آپ کو بلارہے ہیں، تاکہ آپ نے ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے، اس کی اجرت دیں“۔

لڑکی نے بلانے کی نسبت شکوک و بدگمانیوں سے بچنے کے لئے اپنی طرف نہیں کی، بلکہ اپنے باپ کی طرف کی۔ سبحان اللہ! کتنا پاکیزہ ادب ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆ ☆

دوسری فصل

رذائل کے داعیوں کی نقاب کشائی

ابو محمد عبدالحق اشہیلی رحمہ اللہ نے کہا:

لَا يَخْدَعُكَ عَنْ دِينِ الْهُدَى نَفَرٌ
لَمْ يُرْزُقُوا فِي الْحِمَاسِ الْحَقَّ تَائِيْدًا
عَمِي الْقُلُوبِ عُرُوا عَنْ كُلِّ قَائِدَةٍ
لِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ تَقْلِيْدًا

”تمہیں دین ہدایت سے کچھ لوگ دھوکہ میں نہ ڈال دیں، جنہیں تلاشِ حق میں تائید ایزدی نصیب نہیں ہوئی۔

وہ دل کے اندھے اور ہر قسم کی قیادت سے عاری ہیں، کیونکہ دوسروں کی محض تقلید میں وہ اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔“

(الحديقة: لمحَب الدين الخطيب)



دوسری فصل

عورتوں کو رذائل کی طرف بلانے والوں کی نقاب کشائی

اما بعد: یہ ہیں مسلمانوں کی خواتین کے لئے فضیلت کی باتیں اور یہ ہیں اس کے زیریں اصول جن پر فضیلت کا قیام و دار و مدار ہے اور ان پر جارحیت و حملہ سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ البتہ بعض مریض دل لوگ اس سلسلہ میں اپنے اعلان شدہ نعروں کے ذریعہ اس سے خروج کرتے ہیں۔ معاذ اللہ! ہمارے کان و نگاہ کے سامنے سے منکرات کا اعلان و نعرہ بازی اور معروف پر ظلم اور اس پر قدغن کا مرحلہ گزرے اور ہمارے مصلحین میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی اس ظلم و سرکشی کے خلاف کوئی موثر آواز نہ اٹھے، جو شہری و دیہاتی سب کے کانوں تک پہنچے، تاکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا شعار قائم و بلند ہو، اور اسی شعار سے دین کا دفاع کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ کھلواڑ کرنے والوں کے نعروں کے جھانسہ میں پڑنے سے نصیحت کی جاتی ہے اور اسی سے فضائل کا تحفظ اور رذائل کا توڑ اور احمقوں کا دست و گریبان پکڑا جاتا ہے۔ اور اس بات کا بھی علم ہونا چاہئے کہ منکرات کا انتشار و پھیلاؤ، کبار و صغائر پر سکوت و خاموشی اور صغائر کی بیجا تاویل سے ہوتا ہے۔ خصوصاً ہم اہل ریب و فتنہ میں سے چند گمنام و مجہول لوگوں کی بھیڑ دیکھ رہے ہیں جو مغرب کے غلام ہیں اور جن کو اللہ کے دین و شریعت کے ساتھ کھلواڑ کے ساتھ قلم اٹھانے کی وجہ سے بڑی شہرت دی جا رہی ہے اور جو صحافت و اعلام اور ذرائع ابلاغ کے پردہ میں مغرور و سرمست چال چلے جا رہے ہیں، وہ منکر سے بے انتہا

خوش ہوتے ہیں، ان کی زبان برائی کے ساتھ کھلتی ہے اور ان کی تحریر برائی کی تشہیر کے لئے ہوتی ہے۔ اور وہ سب ایک ہی معنی و مقصد پر متحد ہیں اور وہ ہے: فطرت سے مزاحمت، شریعت سے جنگ اور مسلمانوں کی عورتوں پر دامنِ رذائل کی درازی اور ان کی فضائل سے عاری جیسی جنونی انتہا پسندی، ان کے بلادِ اسلامیہ میں فاجرانہ دعوت: ”آزادی نسواں“ ”مساوات مرد و زن“ کے ذریعہ تاکہ تبرج، اختلاط اور چہرہ کی حجاب کشائی جیسے جرائم کے ہدف تک پہنچا جائے، اور موثر اسباب اپنا کر ہر چہار جانب سے ان کے نامراد نعرے، تاکہ مسلمانوں کی ان عورتوں میں جو بچا کھچا حجاب و پردہ ہے، اسے بھی نوچ ڈالا جائے۔ جنہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے جہیں سائی کی ہے اور محمد بن عبد اللہ ﷺ کی قیادت کے آگے سرِ اطاعت خم کیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور ان کے لئے بھی استقامت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے سامنے ضلالت سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور اسی سے برے انجام سے پناہ طلب کرتے ہیں۔

اور یہ نشانے باز جو اپنی امت و قوم کے غدار و دغا باز ہیں، اپنے اہل و عیال اور اپنے ہم جنس لوگوں کے لئے بلکہ خود اپنے نفس کے لئے منحوس ہیں، ان کی جرأت بڑھ کر حد کو پار کر چکی ہے، ان کا مکرو فریب متنوع ہو گیا ہے، ایسے اقوال کے ساتھ جو ان کی زبانوں سے نکلتے ہیں اور جن کے ساتھ ان کے قلم حرکت میں آتے ہیں، کیونکہ وہ وسائلِ اعلام میں توڑ پھوڑ اور ہل چل مچا دینے کے شیدائی ہیں اور ذرائعِ رذائل کے بند و باڑھ کو سوراخ کر دینے کے درپے ہیں، فضائل کو حقارت سے

ٹھکرانے اور ان کی شان کو سبوتاژ کرنے اور فضائل و اہل فضائل کا مذاق و تمسخر اڑانے میں بالکل جٹے ہوئے ہیں۔

ہاں! ان مغرب زدہ لوگوں نے تو عورت کی زندگی کے ہر گوشے پر خامہ فرسائی کی اور ہر میدانِ عمل میں غوطہ زنی کی، مگر عورت کی نسوانیت و امومت، فطرت و طبیعت اور اس کی فضیلت و شرافت کے تحفظ کے سلسلہ میں ایک حرف تک نہیں لکھا۔ عورت کے حقوق و آزادی، تمام معاملات میں مردوں کی مساوات کے لئے مگر مجھ کے آنسو بہانے، اس کی نصرت و تائید کے نام پر، ان نسل در نسل متواتر آفات و مصائب، دلخراش مجرمانہ لغویات، کاٹ کھانے والی سفلی باتوں سے اخبار و جرائد بھرے پڑے ہیں، تاکہ یہ بے مروت مغربیت زدہ لوگ اس مجرمانہ ہدف تک پہنچ جائیں کہ عورت کو تمام شعبہ ہائے حیات میں اتار دیا جائے، دورِ اختلاط کا آغاز ہو جائے اور حجاب کو نوچ ڈالا جائے۔ بلکہ اس سے بھی آگے عورت خود برضا و رغبت اپنے چہرہ کی طرف ہاتھ بڑھائے اور چہرہ سے اپنی اوڑھنی، حجاب، نقاب اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی ساری عزت و شرافت اور فضیلت نوچ ڈالے۔

جب چہرہ سے حجاب نوچ ڈالا جائے، تو اہل غیرت کی آنکھوں کی شکست و ذلت، فضیلت کے سایہ کا تقلص، رذائل کا انتشار، دین کا اضمحلال، تہرج و سفور اور بے حیائی، زنا کار مرد و عورت کے مابین اباحت اور عورت خود کو جس کے لئے چاہے، حوالہ کر دے، جیسی گھناؤنی برائیوں کا انتشار و پھیلاؤ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿وَاللّٰهُ يُرِيدُ اَنْ يُّتُوْبَ

عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مِيلًا عَظِيمًا ﴿النساء: ٢٤﴾ ”اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کے پیروکار ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے بہت دور نکل جاؤ“، کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: ”مجاہد نے کہا: ﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ﴾ سے مراد زنا کار لوگ ہیں، اور: ﴿أَنْ تَمِيلُوا مِيلًا عَظِيمًا﴾ کا معنی ہے کہ: ”اہل اسلام بھی زنا کرنے لگیں جیسے وہ لوگ زنا کرتے ہیں“۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ یہ ہو بہو: ﴿وَذُوالْوُتْدِهِنَّ فَيُذْهِنُون﴾ (القلم: ٩) ”وہ تو چاہتے ہیں کہ تم ذرا ڈھیلا ہو تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں“، کی شکل و ہیئت میں ہے۔“

اور اس قضیہ کا معاملہ عورت کے قضیہ سے بھی اوپر عالم اسلام کے فساد و بگاڑ کا قضیہ ہے، چنانچہ ایک مغرب پرست لیڈر اپنی غرض و غایت اور وسائل و ذرائع کی تعبیریوں بیان کرتا ہے: ”تمام میدانوں میں جو مغربی اثر و نفوذ ظاہر ہو رہا ہے اور اسلامی معاشرہ کو ایڑی کے بل پلٹ رہا ہے، یہ نمایاں طور پر اس سے بڑھ کر ظاہر نہیں ہوتا، جو عورت کی آزادی میں ظاہر ہو رہا ہے“۔ اور یہ گمراہ کن منصوبہ آج کی پیداوار نہیں ہے، بلکہ یہ ان لوگوں کا طریقہ کار رہا ہے جو اس سے پہلے متعدد اسلامی ملکوں میں فحاشی و برائی پھیلانے کا جال بن چکے ہیں، یہاں تک کہ۔ ہاے افسوس!۔ حال اس حقیقت تک پہنچ چکا ہے کہ زنا کاری عام ہو چکی ہے، فحش کاری کے اڈے اور طوائف خانے سرکاری لائسنس کے تحت کھل گئے ہیں اور ڈرامہ ہال کے اسٹیج فنون لطیفہ و ردیہ، ناچ گانوں اور شو پروگراموں سے سج گئے ہیں۔ اور حدود

اسلامیہ کے سقوط پر قوانین بنائے جا چکے ہیں اور اگر مرد و عورت دونوں کی اپنی رضا مندی سے زنا کاری ہو تو کوئی حد و تعزیر نہیں، وغیرہ جیسے عزت و آبرو اور اخلاق و آداب کی ہلاکت و تباہی کے آثار و نتائج سامنے آچکے ہیں۔

اور اس مجرمانہ اباحت سے بھرپور کڑوی حقیقت سے اختلاف وہی شخص کر سکتا ہے جس کے قلب سے اللہ تعالیٰ نے بصیرت کا نور سلب کر لیا ہے۔

تو کیا موجودہ دور کے زرخیز مغرب کے غلام یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے یہاں بھی وہی صورتحال پیدا ہو جائے جو دوسرے ممالک میں ہو چکی ہے، یعنی تشویشناک حد تک اخلاقی گراؤ اور گناہوں میں لت پت کڑوی حقیقت و صورتحال؟۔

فضائل پر اس کھلی جارحیت، رذائل کے اس مجرمانہ تعاون، اللہ کے حدود سے تجاوز اور اس کی شریعتِ مطہرہ کی حرمتوں کی پامالی کے آگے ہم مسلمان بھائیوں کو دشمنوں کے ارادوں سے آگاہ کرتے ہوئے یہ اعلان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس میدان میں کچھ زرخیز مغرب زدہ لوگ ہیں اور ان کے بعض سادہ لوح فاسق مزدور پیروکار، ہر نعرہ کے پیچھے بھاگنے والے، جو مومنین کی عورتوں سے فضیلت چھین لینے اور ان میں خباثت داخل کر دینے کے لئے اپنے تیروں میں سوافار لگاتے ہیں۔ اور ان کی ساری ریشہ دوانیوں کا خلاصہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ہے:

﴿وَاللّٰهُ يُرِيدُ اَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهْوَاتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا﴾ (النساء: ۲۷) ”اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کے پیروکار ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست

سے بہت دور نکل جاؤ۔“ اور علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۸/۲۱۴ تا ۲۱۵) اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اس کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ اہل باطل، زنا کاری واپنی بہنوں سے نکاح جیسے اللہ کے حرام کردہ کاموں کے طلب گار میں سے اپنے نفس کی خواہشات کے پیروکار ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ تم حق سے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں جن باتوں کی اجازت دی ہے، ان سے ہٹ جاؤ اور اس کی اطاعت سے معصیت کی طرف جھک جاؤ، اور تم اپنے نفس کی شہوات کے اتباع میں جو اللہ نے حرام کیا ہے اور اس کی نافرمانی میں ان کی طرح ہو جاؤ۔“ اور یہی تفسیر اقرب الی الصواب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول: ﴿وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ﴾ کو عام رکھا ہے اور ان کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ اپنے نفس کی بری خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، اور ان کے اس وصف کو بلا کسی قید کے عام بیان کیا اور کسی بھی بری شہوت کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ جب حقیقت حال یہ ہے تو آیت کا وہی معنی و مفہوم اولیٰ ہوگا جس پر ظاہری آیت دلالت کرے، وہ باطنی معنی نہیں جس پر کوئی اصل یا قیاس میں سے کوئی شاہد نہ ہو، اور جب یہ صورتحال ہے تو شہوات کی پیروی کرنے والوں میں یہود و نصاریٰ، زنا کار اور ہر باطل کا پیروکار سب اس میں داخل ہونگے۔ کیونکہ اس چیز کی پیروی کرنے والا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، حقیقت میں اپنے نفس کا پیروکار ہے۔ لہذا جب آیت کی یہی تفسیر اقرب و اولیٰ ٹھہری، تو اس تفسیر و معنی کی صحت بھی ثابت و واجب ٹھہری جو اس کی تفسیر میں ہم نے اختیار کیا ہے۔“

اور ان مجرمین نے اس سلسلہ میں زندگی کے تمام میدانوں میں گمراہ کن اور غضب آور لائحہ عمل پر خود کو گامزن کیا، خواہ بزبانِ حال یا بزبانِ مقال۔ چنانچہ زندگی کے عام میدانوں میں درج ذیل لائحہ عمل اپنایا گیا۔

۱۔ چہرہ سے نقاب کشائی اور چادر، اوڑھنی اور برقعہ وغیرہ سے گلو خلاصی کی دعوت: اور یہ بزبانِ حال پورے جسم سے حجاب اتار پھینکنے کی دعوت ہے، بلکہ یہ ہر قسم کے فتنہ سامان لباس کی دعوت ہے، خواہ وہ شکل و صورت میں فتنہ انگیز ہو، یا چھوٹے لباس کی زیب تنی سے عریانیت ہو، یا تنگ و چست لباس ہو کہ اعضاءِ جسم کے نشیب و فراز نمایاں ہو جائے، یا اتنا باریک لباس ہو کہ عورت کا جسم نیچے سے دکھائی دے، ساتھ ہی یہ لباس میں مردوں اور کافر عورتوں کی مشابہت کی دعوت ہے۔

۲۔ تمام شعبہ ہائے حیات میں اختلاط کے ہتھیار سے گھروں میں اجنبی مردوں کے بدست عورتوں کے حجاب سے جنگ کی دعوت: اور اس میں:

۳۔ فروغِ زندگی اور ترقی کے تمام میدانوں میں عورتوں کو داخل کر دینے کی دعوت: اور یہ سڑکوں اور عام اجتماع گاہوں میں عورت کے بے پردہ و بے حجاب نکلنے کی دعوت ہے۔

۴۔ اجتماعوں، جمعیتوں، کمیٹیوں، کانفرنسوں، انجمنوں، محفلوں اور کلبوں میں عورت کے شرکت کی دعوت: اور اس میں عورت کے نرم و شیریں لہجہ میں گفتگو اور اجنبی مردوں سے مصافحہ کی دعوت ہے۔ نیز اسے گھر سے اجنبیوں کے سامنے اس ہیئت میں نکلنے کی دعوت ہے کہ جس سے فتنہ و اشتعال پیدا ہو، مثلاً زرق برق لباس،

بے حیا چال ڈھال، لپ اسٹک و پاؤڈر اور خوشبو کا استعمال، ایسی چیزوں کا استعمال جس سے بڑی عمر کی عورت بالکل جوان دوشیزہ نظر آئے، اور اونچی ایڑی والے جوتے چپل کا استعمال اور اس جیسے دیگر فتنہ و اشتعال انگیز اور جذبات بھڑکانے والے اسباب و وسائل کی دعوت۔

۵۔ نسوانی کلب کھولنے اور ان کی شام غزل کی محفل سجانے کی دعوت: جس میں عام آدمیوں کو شرکت کی دعوت ہو۔

۶۔ انٹرنیٹ کی مخلوط اور نسوانی قہوہ خانہ کھولنے کی دعوت۔

۷۔ عورت کی کار، گاڑی اور دیگر آلات ڈرائیونگ کی دعوت۔

۸۔ محارم کے سلسلہ میں تساہل برتنے کی دعوت: اور اس میں بلا محرم عورت کے سفر کی دعوت، تعلیم کے لئے بلا محرم مشرق و مغرب کے سفر کی دعوت، نیز کانفرنسوں اور بزنس پارٹی کے لئے سفر کی دعوت شامل ہیں۔

۹۔ اجنبی مرد کے ساتھ خلوت کی دعوت: اس میں خابط کے منگیتر کے ساتھ خلوت اور اس سے مصافحہ داخل ہے جبکہ دونوں کے مابین عقد نکاح مکمل نہ ہوا ہو۔

۱۰۔ عورت کے کسی فن کی نمائش کی دعوت: اور اس میں:

۱۱۔ عورت کے گلوکاری اور اداکاری کے رول کرنے کی دعوت داخل ہے، اور یہ ملکہ حسن کے انتخاب میں شرکت کی دعوت ہی پر جا کر رک سکتی ہے۔

۱۲۔ عورتوں کے مغربی فیشن شو اور صنعت ڈیزائن شو میں شرکت کی دعوت۔

۱۳۔ عورت کے لئے ورزش کا شعبہ کھولنے کی دعوت۔ اور اس میں درج ذیل

باتیں داخل ہیں:

☆ عورتوں کی فٹ بال ٹیم بنانے کا مطالبہ۔

☆ عورتوں کے گھوڑ دوڑ میں شرکت کا مطالبہ۔

☆ عورتوں کے سائیکل یا موٹر سائیکل ریس کا مطالبہ۔

۱۴۔ عورتوں کے لئے سنٹروں اور کلبوں میں سونمینگ پول کھولنا۔

۱۵۔ عورت کے بال کے سلسلہ میں مختلف قسم کے مجرمانہ پروپیگنڈے، مثلاً ابرو

کے بال نوچ کر اسے نوکدار بنانا، سر کے بال مردوں یا کافر عورتوں جیسی کٹنگ کرانا اور عورتوں کے لئے بیوٹی پارلر کھولنا۔

☆ اور اعلام و صحافت اور ذرائع ابلاغ کے میدان میں:

۱۶۔ اخبار و جرائد اور پرچوں و رسالوں میں عورت کی تصویر چھاپنا۔

۱۷۔ ٹیلی ویژن میں گانا گانے، اداکاری کرنے، ماڈلنگ کرنے اور اخبار نشر

کرنے کے لئے عورت کا نمودار ہونا۔

۱۸۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر براہ راست مکالماتی پروگرام پیش کرنا، جس میں

مرد و عورت کے درمیان نرم و شیریں لہجہ میں گفتگو ہو۔

۱۹۔ گھٹیا درجہ کے پرچوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت، جو عورتوں کی عریاں

تصویر چھاپنے میں شہرت رکھتے ہوں۔

۲۰۔ اعلان اور پروپیگنڈہ کے لئے عورتوں کا استعمال۔

۲۱۔ وسائل اعلام ریڈیو اور ٹی وی کے پروگرام اور اخبارات کے کالموں

کے توسط سے دونوں صنفوں کے مابین دوستی و یاری اور گانوں کے ہدایا کے تبادلہ کی دعوت۔

۲۲۔ مردوں اور ان کی بیویوں کے درمیان دائمی اور گود لینے والی عورتوں کی تصویر مختلف وسائلِ اعلام میں لیڈروں اور وزیروں کی سطح پر چھاپنا۔

☆ اور تعلیم کے میدان میں:

۲۳۔ ابتدائی مرحلہ میں مخلوط تعلیم کی دعوت۔

۲۴۔ عورتوں کے مردوں کو پڑھانے اور اس کے برعکس مردوں کے عورتوں کو پڑھانے کی دعوت۔

۲۵۔ گرلز اسکول میں ورزش و ریاضت داخل کرنے کی دعوت اور عورتوں کے لئے ”مدرسہ برائے فنونِ جمیلہ“ کھولنے کے مطالبہ کا یہی محرک ہے۔

☆ عمل و وظیفہ کے میدان میں:

۲۶۔ بلا استثناء مردوں کے شانہ بشانہ زندگی کے تمام میدانوں میں عورت کے عمل و وظیفہ کی دعوت: اور اس میں:

۲۷۔ تجارتی منڈیوں، ہوٹلوں، ہوائی جہازوں، وزارتوں، کامرس چیمبروں، کامرس کمپلیکسوں، کمپنیوں اور اداروں میں عورت کے عمل و وظیفہ کی دعوت۔

۲۸۔ سفر و سیاحت، انجینئرنگ اور پلاننگ شعبوں میں عورتوں کا آفس بنانے کی دعوت۔ اور پیشہ ورانہ صنعت مثلاً بجلی، دروازہ و کھڑکی فننگ وغیرہ کاموں میں عورت کے عمل و وظیفہ کی دعوت کا محرک یہی ہے۔

۲۹۔ عورت کو سیلز نمائندہ (سیلز ریپریزنٹیٹو) بنانے کی دعوت۔ نیز فوج و پولس ڈپارٹمنٹ میں داخل کرنے کی دعوت اور اسے میدان سیاست میں پارلیمنٹ و اسمبلی کی ممبری اور انتخابات میں حصہ لینے کی دعوت، نیز عورتوں کا کارخانہ کھولنے کی دعوت۔

۳۰۔ عورتوں کو شرعی عدالت و محکمہ میں وظیفہ دینے اور ان کے لئے ”قسم نسواں“ کھولنے کی دعوت۔ اور اور مطالبات کا طویل سلسلہ، جس کی انتہا بھی ایسی چیز کے ساتھ ہو کہ جس کا مطالبہ ہرگز درست نہیں کہا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان مجرمین کے مکروفریب کو ناکام و باطل کر دے اور مسلمانوں سے ان کے شر کو دفع کر دے، اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔

تنقید کی اصلاح

عورت کے حق میں نامراد لوگوں کی دعوتوں کے یہ چند نمونے ہیں جن پر زرد صحافت نے بڑی بے حیائی کے ساتھ ۱۴۱۹ھ میں اپنی پوری توجہ مرکوز رکھی، جس کا خلاصہ آٹھ فائلوں میں آیا۔ اور جس کے ہر کٹنگ و تراشے پر اس اخبار و جریدہ کا نام، اس کا نمبر شمار اور اس کے مضمون و کالم نگار کے نام درج کئے گئے تھے۔ وہ کچھ مخلوط اور فتنہ غرب کے شکار لوگ ہیں۔ اور ان میں بعض نے تو اس جرم کے ساتھ دوسرا جرم حجاب و حجاب شعار عورت کے مذاق و تمسخر کا اضافہ کیا ہے اور بعض احکام شریعت کے حق میں نازیبا کلمات اور جارحانہ حملہ جیسا موقف اپنایا

ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ایسا لکھنے والا عظیم فتنہ میں گھرا ہوا ہے جو کفر و نفاق اور فسق و معصیت کے مابین دائر ہے۔

اور یہ گھٹیا اذیت ناک ایشوز ماضی میں بھی تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ اٹھائے جاتے رہے ہیں، اور علماء ان کے اپنے ٹھکانہ ہی میں ان کا قلع قمع کرتے رہے ہیں اور روئے زمین کے مختلف گوشوں سے ان کے قلم کاروں کے خلاف آوازیں اٹھتی رہی ہیں اور ان کے اثرات و نتائج کو شہابِ ثاقب سے مارتے رہے ہیں۔ لیکن دورِ حاضر کے مجرمین نے چند مہینوں میں پوری قوت و جرأت اور اثر اندازی کے اسلوب کے ساتھ ان رذائل اور فواحش سے پُر ٹوکرا انڈیل دیا ہے۔ اور ان کے خمیٹ مکر و فریب میں سے ایک حالات کی سنگینی و ناخوش گواری اور ازدحامِ مصائب و فتن کے وقت ان رذائل کے اگلنے کا وقت انتخاب ہے۔

ان درآئی اور درآمد کی گئی دعوتوں کے اندر ذات، موضوع اور ہیئت ہر اعتبار سے مختلف تضادات و تناقضات پائے جاتے ہیں۔

جب آپ ان کے قلم کاروں پر نظر ڈالیں گے، تو انہیں اسلامی ناموں کے حامل پائیں گے اور جب موضوع و مضمون اور اس کی ترتیب و تیاری پر نگاہ دوڑائیں گے، تو اسے اسلامی قلعہ کو مسمار کرنے کا پھاؤڑا و تیشہ پائیں گے، جس کا اٹھانے والا مشہور مغرب زدہ ہی ہو سکتا ہے اور جس کے قلب میں فرنگیت اور خواہشات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں۔ اور یہ سب پر عیاں ہے کہ قول و عمل دل کے ایمان و نفاق کا غماز اور اس کی بین دلیل ہوتی ہے۔ اور جب آپ جملوں کی ترکیب و ترتیب پر غور

کریں گے، تو در آمد و بر آمد الفاظ، ترکیب، فحش اغلاط اور اخباری جملوں اور عبارتوں کا طومار پائیں گے جو ادھر ادھر سے قص و لصق (کٹ و پیسٹ) کے طرز پر جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہ ان عاجز و در ماندہ لوگوں کا وطیرہ ہے جن کی صلاحیت و لیاقت اس قابل نہیں کہ ان کو قلم کار، کاتب اور رائٹر بنا سکے، جبکہ انہوں نے اس شخص کو زک پہنچائی ہے جس کا عربی زبان و ادب اور ذوقِ بیان میں کافی حصہ رہا ہے۔

اور اسی طرز پر جو عربی زبان و ادب سے ناواقف ہو، قرآن سے نابلد ہو اور سنت نبوی سے نا آشنا ہو، اس سے اسی قسم کی عجیب و غریب ہی شئی نکلے گی۔

البتہ ان سب کے باوجود ان پر تکبر و غرور کا وہ بھوت سوار ہے جو ان کے بعض کے اندر بعض کے پھونک مارنے سے جنم لیا ہے۔

کیا اس جیسے ناکام گروہ کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کے لئے منبرِ صحافت نصب کیا جائے؟ اور وہ امت کی فکری رہنمائی کرے؟ یاد رکھیں! یقیناً اس وقت نفس کے اندر حزن و ملال اور غم و افسوس کے لئے جگہ نہ ہوگی جب امت میں ایسے مولفین و اہل قلم ہونگے اور ان جیسی تحریر ہونگی۔

واللہ! یہ نہایت شرم و عار کی بات ہے کہ اس دور میں اخلاقی رہنمائی اس جیسے مشہور گمراہ جماعت کے قلم سے ہو، جس نے جماعت المسلمین سے ٹکری ہے، ان کے طریقہ کو تیاگ دیا ہے اور حق کو ملیا میٹ کرنے اور خوشامیٹ نفس کی نصرت و تائید میں خود کو محصور و مشغول رکھا ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی اتنی لعنت ہو جس کے وہ مستحق ہیں۔ ان کا رب ان سے ضرور حساب لے گا۔ ہم انہیں اللہ کے غیظ و غضب اور غلبہ

وسطوت اور ناراضگی کا خوف دلاتے ہیں، کوئی بھی اس پر غالب نہیں آسکتا۔ اور ہم ان پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کرتے ہیں: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ﴾ (البقرة: ۲۳۵) ”جان رکھو! اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی باتوں کا بھی علم ہے، اس لئے تم اس سے خوف کھاتے رہا کرو“۔ نیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی یاد دہانی کراتے ہیں: ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ، هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ، إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ، مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النحل: ۱۱۶ تا ۱۱۷) ”کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم رہتے ہیں، انہیں بہت معمولی فائدہ ملتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے“۔

اور اخبار کے کالموں میں لوگوں کے کانوں پر ان شور و غوغا اور ہنگامہ آرائی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ ضرور ناراض و غضبناک ہوگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَبْغِضُ كُلَّ جَعْفَرِيٍّ جَوَّازٍ صَخَابٍ بِالسَّوَابِ جِنْفَةٍ بِاللَّيْلِ حِمَارٍ بِالنَّهَارِ، عَالِمٍ بِأَمْرِ الدُّنْيَا جَاهِلٍ بِأَمْرِ الْآخِرَةِ﴾ ”اللہ تعالیٰ ہر مغرور و متکبر اور بد زبان و بد طینت سے عداوت رکھتا ہے جو بازاروں میں شور و ہنگامہ مچاتا ہے، رات میں جیسے مردار ہے اور دن میں گدھوں جیسی آواز لگاتا پھرتا ہے، دنیوی

معاملات کا تو علامہ بنا ہوا ہے مگر امورِ آخرت سے قطعاً نااہل۔ اسے امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

علامہ محدث شیخ احمد بن محمد شاہ کرماتونی رحمہ اللہ اپنی صحیح ابن حبان کی شرح (۲۳۰/۱) میں رقمطراز ہیں: ”نبی کریم ﷺ کا یہ بلیغ بیان جو اپنی تصویر کشی میں فصاحت و بلاغت کی چوٹی کی حد کو بھی پار کر گیا ہے۔ لوگوں کے بلکہ حیوانوں کے اس گروہ کے سلسلہ میں۔ استغفر اللہ۔ اسے آپ اپنے گرد و پیش کے بہت سارے لوگوں میں ہر دن پا جائیں گے، جو اپنی نسبت اسلام کے ساتھ جوڑتے ہیں، بلکہ اسے آپ امت اسلامیہ کے عظماء میں بھی پا جائیں گے۔ دنیوی عظماء میں، دینی عظماء میں نہیں۔ بلکہ اسے آپ ان کے اندر بھی پا جائیں گے جو خود کو ”علماء“ کے لقب سے موسوم کرتے ہیں، علم کے نام کو اس کے حقیقی معنی جو کتاب و سنت میں معروف ہے، سے دنیوی، صنعتی اور اقتصادی علوم کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ پھر وہ غرور و تکبر سے پُر ہو کر اپنے اسی علم سے دین پر حکم چلانے لگتے ہیں جو درحقیقت جہلِ محض ہے۔ ان کا زعمِ باطل ہے کہ وہ اسلام کو اہل اسلام سے بہتر اور زیادہ جانتے ہیں اور دین کے معروف کو منکر اور منکر کو معروف بنا دیتے ہیں۔ اور اس آدمی کا سختی کے ساتھ رد کرتے ہیں جو ان کی، یا امت اسلامیہ کی دین کی طرف صحیح رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ بیان نبوی ان کے ہر مغرور اور متکبر پر بالکل چسپاں اور منطبق ہو رہا ہے۔ آپ اس حدیث پاک پر غور کریں، سمجھیں تو آپ انہیں اپنے سامنے ہر جگہ پا جائیں گے۔“

ان مجرمین کے لئے میں کوئی صحیح جگہ اس کے سوا نہیں پاتا کہ ان کو اسلامی اخلاق

وآداب کی تعلیم کے لئے درسگاہوں میں معلمین کے ڈنڈے کے نیچے اور نئی پودوں نسل کو ادب سکھانے والے مودبین کے پاس بھیج دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ شیخ احمد بن محمد شاکر پر رحم فرمائے کہ انہوں نے ان کو بالکل بے نقاب کر دیا۔ اور کتنا مصر کے ان بد بختوں کے سلف کی حالت کو انہوں نے (تحقیق جامع ترمذی ۱/۱ تا ۲۷) کے مقدمہ میں دوبارہ بیان کیا: ”جو آدمی جاننے کا طلبگار ہے، اسے اس آدمی کے بارے میں معلوم ہونا چاہئے کہ جس کے دل و دماغ پر مشنریوں کا قبضہ ہے، وہ انہی کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور انہی کے کانوں سے سنتا ہے، انہی کی رہنمائی سے ہدایت لیتا ہے اور انہی کی جلائی ہوئی آگ کی روشنی سے دیکھتا ہے، جسے وہ غلطی سے نور سمجھ رکھا ہے۔ اس پر مزید طرہ یہ کہ اس کے والدین نے اس کا مسلمان نام رکھا ہے، پیدائش اور اعداد و شمار کے رجسٹر میں اس کا نام مسلمان کے خانہ میں درج ہے۔ اس لئے وہ اس اسلام کے دفاع سے کم پر راضی ہی نہیں ہوتا جو اسے صرف قومیت کے نام پر پلا دیا گیا ہے، وہ بطور دین اس کا معتقد نہیں۔ چنانچہ آپ اسے دیکھیں گے کہ وہ قرآن کریم کی تفسیر کرتا ہے، صرف اس لئے تاکہ وہ اسے اپنے گرو و بابا سے سیکھے ہوئے تعلیمات کے تابع بنادے۔ اور احادیث میں وہ اس حدیث پر راضی ہی نہیں ہوتا، جو ان کے اصول و افکار سے متضاد ہو۔ وہ خوف کھاتا ہے کہ کہیں اسلام پر ان کی حجت قائم نہ ہو جائے، کیونکہ وہ اسلام کی کسی بھی بات کا کچھ بھی فہم نہیں رکھتا۔

یا اس آدمی کو جان جانا چاہئے جو اپنے پیشروؤں کے مثل ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو آرام پسند بنایا ہوا ہے۔ اس لئے اس نے ہر اس دین و عقیدہ کو گلے لگا لیا جو مغرب نے اس کے دل پر پھونک دیا۔ پھر وہ انکار کرتا ہے کہ اسلام کو بطور دین

مانے یا جانے۔ مگر صرف بعض حالات میں اور وہ بھی صرف مسلمانوں جیسا نام رکھنے، نکاح، میراث اور ذن اموات کے بعض معاملات میں بس۔

یا اس مسلمان کو جاننا چاہئے جس کی تعلیم اسلامی مدارس میں ہوئی، اس نے علوم و فنون کو بہت زیادہ سیکھا، مگر اپنے دین کو بہت تھوڑا یا کہنے صرف اس کے چھلکا کو جاننا۔ پھر فرنگی تمدن اور ان کے علوم و فنون نے اسے فریب میں ڈالا، اس نے سمجھا کہ فرنگی قوم تمدن کے عروج و کمال اور علوم و نظریات کے یقینی درجہ کو پہنچ چکی ہے۔ پھر غرور و نخوت نے اسے راہ مستقیم سے دور کر دیا اور وہ اپنے بارے میں یہ سمجھ بیٹھا کہ وہ اسلام کی زیادہ معرفت رکھتا ہے اور اسے علماء و حفاظ اور مخلصین اسلام سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ چنانچہ وہ دین میں دائیں بائیں ہاتھ پیر مارنا شروع کرتا ہے، اس آس میں کہ وہ علماء دین کے جمود سے نجات پا جائیں گے اور حاملین اسلام کے اوہام کے بھول بھلیوں سے آزاد ہو جائیں گے۔

یا اس شخص کو جاننا چاہئے جس نے اپنے دل کے اندرونی کینہ و بغض کو باہر انڈیل دیا اور اس دین کے حق میں اپنے الحاد و عداوت کو ظاہر کر دیا۔ جس کے بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا: ”كَفَرُوا بِاللّٰهِ تَقْلِيْدًا“ ”وہ محض تقلید میں اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے، بس“۔ یا اس آدمی کو پہچاننا چاہئے جو ان لوگوں میں سے ایک ہے جن سے موجودہ دور کی مصری قوم فتنہ میں مبتلا ہو گئی ہے اور جن کا لقب ہمارے برادر نابغہ عصر ادیب کامل کیلانی نے ”مجددینات“ (۱) دیا ہے۔ اور اس کو..... اور اس شخص کو.....۔

(۱) واللہ! انہوں نے یہ عجیب و غریب لقب دیا ہے، جب ان سے کسی نے اس کی وجہ تسمیہ دریافت کی تو انہوں نے اس سے بھی تعجب خیز اور بلیغ جواب دیا، فرمایا: ”یہ جمع مخنث سالم ہے“۔ یہ سن کر سائل نے قسم کھا کر کہا: یقیناً آج کے دور میں عربی زبان و لغت کو اس جمع کی سخت احتیاج و ضرورت ہے۔

اور یہ منحرف مطالبات ”عورت کی آزادی“ کے نام پر کئے جاتے ہیں، جو دو نظریات کے مابین دائر ہے: ایک ”عورت کی آزادی“ اور دوسرا ”مساواتِ مرد و زن“۔ اور یہ دونوں مغربی نظریات ہیں اور عقلاً و شرعاً باطل محض ہیں۔ مسلمانوں کا ان کے ساتھ کوئی عہد و زمانہ نہیں رہا ہے۔ (اور مسلمان اپنے تمام ادوار میں ان سے قطعی طور پر ناواقف ہیں) اور یہ دونوں نظریات ناکام و نامراد لوگوں کی راہ پر گامزن کرنے والے ہیں، جنہوں نے اس سے پہلے عالمِ اسلام کے دیگر ممالک میں بغاوت کا علم بلند کیا ہوا ہے۔ اور ان دونوں نظریات کے پس پردہ مومن عورتوں کے دین میں فتنہ اور ان کے درمیان فحاشی کی اشاعت کی کوشش کی کہ انہوں نے مومنین کے طریقہ کے برخلاف ان منحرف مطالبات کی آواز بلند کی۔ پھر ابتدائی نقطہ: چہرہ سے حجاب اتار پھینکنے کی صراحت کی، پھر حجاب نوچ ڈالنے کے عملی نفاذ میں سرگرم حصہ لیا اور حجاب و چادر کو نہ صرف قدموں سے روٹ ڈالا، بلکہ اسے نذرِ آتش کر دیا۔ اور انہی مجرمانہ حرکتوں کے بعد عصرِ حاضر کے بعض جمہوریات جیسے ترکی، تونس، ایران، افغانستان، البانیہ، صومالیہ اور الجزائر میں چہرہ کے حجاب پر پابندی اور حجاب شعاعورت کے مجرم گردانے جانے والے قوانین بنائے گئے، یہی نہیں بلکہ بعض ملکوں میں حجاب والی عورتوں کو قید کرنے اور مالی جرمانہ ادا کرنے کی سزا تک دی گئی۔

اس طرح قانون کے ڈنڈے سے لوگوں کو رذائل اور مغرب پرستی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے، یہاں تک کہ عالمِ اسلام میں مسلمان عورتوں کی اکثریت کا حال اس حد تک جاچکا ہے کہ وہ سفور و تبرج، بے حیائی و اباحت، زنا کاری اور سرکاری

لائسنس کے تحت قحبہ خانہ کھولنے میں کافر مغرب سے بھی آگے نکل گئے، اور یہاں تک کہ - ابا حیت سے بھی اوپر - طوائفوں کے لئے ایک سرکاری قانون زنا کار مرد و عورت کے بیمہ کے لئے بنایا گیا۔ پھر تعزیر و حدود کا سقوط، زنا کاری کا عام انتشار، کم سنی ہی میں عورت کے پردہ بکارت کا فقدان اس پر مستزاد ہے۔ بلکہ محرم رشتہ دار سے زنا کاری، عورت کی دوسری عورت سے شادی اور رحم عورت کو اجرت و کرایہ پر دینے تک معاملہ جا پہنچا ہے۔

اور اس کے بعد ہی منع حمل کے وسائل کا صرف اور میدان صحافت و ذرائع ابلاغ میں اس کے لئے منظم پروپیگنڈہ تیز تر کر دیا گیا، ساتھ ہی تحفظ کا اولین وسیلہ کہ منع حمل کی دوائیں شوہر والی عورت کو اور وہ بھی شوہر کی اجازت سے طبی ضرورت کے تحت، بغیر ڈاکٹر کے نسخہ کے نہ دی جائیں، ختم کر دیا گیا۔ اور عورتوں کے درمیان جرائم کی شرح تشویشناک حد تک بڑھ گئی اور ان کی صفوں میں عورتوں کی معنویت کی پامالی کے سبب خودکشی کے متعدد حالات پیدا ہو گئے۔

اسی طرح اس کے نتیجہ میں تحدید نسل (ضبط ولادت)، تعدد زوجات پر پابندی، ناجائز سرٹکوں، کچرے کے ڈبوں میں پڑے بچوں کو بیٹا بنا لینا، عورتوں سے دوستی و یاری لگانا شروع ہو گئے، یہاں تک کہ یہ ملعون صورت بھی آگئی کہ جس آدمی کے ساتھ کوئی عورت پائی جائے اور وہ یہ دعویٰ کرے کہ یہ عورت اس کی دوست و یار ہے، تو اسے چھوڑ دیا جاتا ہے، اور اگر یہ اقرار کرے کہ یہ اس کی دوسری بیوی ہے، تو اس کے حق میں یہ ملعون قانون نافذ کر دیا جاتا ہے کہ وہ اس کی قانونی بیوی ہو گئی۔

یہ عجیب منطق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نکاح و نسل مشروع کیا ہے، قانون میں تو اس کی تحدید اور اس پر پابندی لگا دی جائے اور جو عورتوں سے ناجائز یاری گانٹھنے اور سڑکوں پر گرے پڑے بچوں کو متنبی بنالینے کو حرام قرار دیا ہے، وہ قانونی طور پر بالکل درست و جائز قرار پا جائے؟؟

کہاں مر گئے یا کھو گئے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرے؟:
﴿وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ﴾ (النور: ۲) ”ان پر شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہئے۔“

اس اباحت کی کھلی چھوٹ کے نتیجہ میں بڑی عمر کی بے نکاح عورتوں اور معمولی اسباب کی بنا پر طلاق یافتہ عورتوں کی تعداد کافی بڑھ گئی، اور جائز نومولود بچوں کی شرح کم ہو گئی، کیونکہ ان کے خیال کے مطابق بچہ پیدا کرنے میں ماں کے گھر سے باہر والا کام انتہائی حد تک متاثر ہوتا ہے۔ اور سڑکوں، کباڑ خانوں اور کوڑا دانوں میں پھینکے گئے ناجائز نومولود بچوں کی تعداد زیادہ ہو گئی، نیز ایسے لا علاج امراض خبیثہ پھیل گئے کہ جس کے علاج سے ماہر ترین ڈاکٹر بھی عاجز ہیں۔

چنانچہ ان لوگوں نے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ضرور محاسبہ کرے گا۔ مسلمانوں کی جماعت کو مغرب کا پجاری بنادیا، اور ان کو ان کے دین اور عزت و آبرو میں خونین زخموں کے ذریعہ خون آلود کر دیا، اور اپنی ہی ملت کی کافروں کے سامنے جگ ہنسائی کی، ان کی زندگی کو گناہوں سے آلودہ کر دیا اور ان کو دین سے دور کر دیا اور ان کے دین حق پر خود قابض بن بیٹھے۔ انہوں نے یہود و نصاریٰ جیسے کافروں اور ملحد

کمیونسٹوں کی خدمت کی اور دودار، دارالاسلام و دارالکفر ایک ساتھ اس گھناؤنی اور خبیث حیوانیت پر مل گئے، حد یہ کہ ایک مسلمان کے لئے ان دوداروں کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قارئین کرام! اب ان منحرف مطالبات کا تنقیدی جائزہ پیش خدمت ہے۔ ہماری گفتگو دو امور پر مرکوز ہوگی:

پہلا امر: ان دونوں نظریات: ”عورت کی آزادی“ اور ”مساوات مرد و زن“ کی تاریخ اور عالم اسلام میں ان کی تباہ کاری کے آثار و نتائج کے سلسلہ میں ہے۔

یہ امر معلوم ہونا چاہئے کہ عورت کی آزادی کا نعرہ ان دونوں نظریات: ”عورت کی آزادی“ اور ”مساوات مرد و زن“ کے زیر سایہ مسیحی یورپ کی سرزمین فرانس میں بلند کیا گیا، جس کے خیال میں عورت گناہوں کا سرچشمہ اور برائیوں اور فسق و فجور کی جڑ و بنیاد تھی۔ عورت ایک ناپاک جنس تھی، جس سے اجتناب ضروری تھا۔ عورت نیک اعمال کو تباہ و برباد کر کے چھوڑتی ہے، گرچہ وہ ماں یا بہن جیسے پاکیزہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اس طرح مسیحی راہبوں نے یورپ میں عورت کے سلسلہ میں اس معاندانہ موقف کی خوب اشاعت کی، جبکہ وہ خود۔ نصرانی رہبان۔ جسم و روح کی گندگی و غلاظت کے اڈہ اور اخلاقی جرائم کے مرکز تھے۔ بچوں کے اغوا کرنے والے جرائم پیشہ گروپ تھے، تاکہ کلیسا میں ان کی ذہنی تربیت کر کے حاسد و حاقد پادری بنا کر

فارغ کریں اور رہبان و شب کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو جائے۔ اور عملاً انہوں نے عوام و حکومت کی نظروں میں ایک خطرناک جماعت کی شکل اختیار کر لی۔

راہبوں اور کاہنوں کے اس غلو پسند اور خشک موقف و کردار سے عوام سخت دباؤ و کشیدگی اور بے چینی میں مبتلا ہو گئے، یہاں تک کے ان کے ردِ عمل کے نتیجے میں مذکورہ بالا دونوں نظریات عالم وجود میں آئے۔ عورت کی آزادی کا نعرہ: ”عورت کی آزادی“ اور مساواتِ مرد و زن“ کے نام پر، جن کا شعار ہی ہر اس چیز کا رفض و انکار تھا جس کا ادنیٰ سا علاقہ بھی کلیسیا یا کلیسائی دین کے حاملین سے تھا۔ ردِ عمل میں شدت آتی گئی، یہاں تک کہ یہ نعرہ بھی لگنا شروع ہو گیا: ”مذہب و سائنس متحد نہیں ہو سکتے“ اور ”عقل و مذہب میں شدید تضاد و تناقض ہے“۔ مبالغہ آمیز نعروں میں انتہائی شدت پیدا کی گئی، تاکہ اباحت، ہر قسم کی قید و پابندی، یا فطری ضابطہ اخلاق و قانون، یا دینی اصول جو آزادی کو مس کرے، سے نکل کر بے قید کھلی حریت و آزادی حاصل کی جاسکے۔ یہاں تک کہ یہ نعرہ عورت کی آزادی کی حد کو پار کر کے دونوں صنفوں کے مابین دینی و معاشرتی فرق و تفاوت کو روند کر مرد و زن کے مساوات کے نعرہ تک جا پہنچا۔ اب ہر مرد و عورت آزاد ہے، اپنی مرضی سے جو چاہے کرے، اور جو چاہے ترک کرے، نہ اس پر دین کی کوئی بالادستی ہے، نہ ادب و اخلاق کی پابندی اور نہ ہی کسی کے اختیار، حاکمیت اور قوامیت کا جوا۔ یہاں تک کہ یورپ اور اس کے پیچھے پیچھے امریکہ جیسے کافر ملک اس اباحت، فحاشی و بے حیائی اور ناموسِ حیات میں عدم توازن تک جا پہنچے اور پوری دنیا اور انسانیت کے لئے ایک

اخلاقی طاعون ووبا کے سرچشمہ و مرکز بن گئے۔

کافر مغربی ملکوں کی پیداوار مذکورہ دونوں نظریات کے زیر سایہ اس الحادی مفہوم کے ساتھ عورت کی آزادی کے یہ منحرف مطالبات ہی وہ متعدی امراض ہیں جن کے جراثیم مغرب زدہ لوگوں نے عالم اسلام میں منتقل کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اس منحوس آغاز کی تاریخ کیا ہے جس نے عالم اسلام کے بڑے حصوں کے مسلمان جماعت کو جو اپنی عورتوں کو حجاب کراتی تھی، ان کی مکمل حفاظت و نگرانی کرتی تھی اور ان کے امور ضروریہ کی ساری ذمہ داری سنبھالتی تھی اور عورتیں خود ان فرائض کی پوری پابندی کرتی تھیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر واجب کیا تھا، سے برگشتہ و منحرف کر کے تبرج و سفور، بے حیائی و بے حجابی اور اباحت کی اس ناگفتہ بہ حالت تک پہنچا دیا۔

ایک سے زائد مرتبہ یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں باحجاب و باپردہ تھیں، بے حجاب و جسم و زیور کو عریاں و کھلا رکھنے والی نہ تھیں۔ اور نبی کریم ﷺ کے درخشاں دور سے لے کر چودھویں صدی کے نصف اول تک یہی صورتحال قائم و برقرار تھی۔

اور چودھویں صدی کے نصف اول کے اخیر میں اسلامی خلافت و حکومت کے سقوط اور اس کے مختلف چھوٹی چھوٹی مملکتوں میں تقسیم ہونے کی چوٹی پر سے کافر مغربی استعمار مسلمانوں کے ملکوں میں ڈر آیا اور وہ مسلمانوں کے چہروں پر شکوک و شبہات کے ہتھیار اور عوام کو اسلامی رنگ سے بیزار کر کے کفر و بد اخلاقی کے رنگ میں تبدیل کرنے کے عمل سے ضرب کاری لگانے لگا۔

اور امت اسلامیہ کی ضرب کاری کی اولین چنگاری جو جلائی گئی، وہ عورتوں کے چہرہ کی بے حجابی و بے نقابی ہے جو مصر کے سرزمینِ کنانہ سے شروع ہوئی جبکہ حاکمِ مصر محمد علی پاشا نے اعلیٰ تعلیم کے لئے کچھ ڈیلی گیشن فرانس بھیجے اور اس ڈیلی گیشن کا سربراہ رفاعہ رافع طہطاوی (متوفی ۱۲۹۰ھ) تھا۔ واپس مصر لوٹ آنے کے بعد اسی نے عورت کی آزادی کی دعوت کا پہلا بیج بویا۔ پھر اس کی متعدد مغربیت زدہ مفتون اور نصرانی کافروں نے پیروی کی۔ ان میں:

۱۔ صلیب کا پجاری نصرانی مرقس فہمی (متوفی ۱۳۷۴ھ) تھا۔ جس نے اپنی کتاب ”المرأة فی الشرق“ (مشرقی عورت) کا مرکزی ہدف حجاب کشائی اور اختلاط کا جواز بنایا۔

۲۔ احمد لطفی السید (متوفی ۱۳۸۲ھ) تھا۔ یہی پہلا شخص ہے جس نے مصر کی یونیورسٹیوں میں عورتوں کو لڑکوں کے ساتھ مخلوط اور ان کو بے نقاب و حجاب داخل کر دیا اور یہ مصر کی تاریخ میں پہلی بار ہوا۔ اس کی پرزور حمایت و تائید مغرب کا غلام ریکٹر طہ حسین (متوفی ۱۳۹۳ھ) کر رہا تھا۔

اور اس فتنہ انگیزی کا بڑا حصہ جس نے اپنے ذمہ لیا، وہ بے حجابی کا پر جوش داعی قاسم امین (متوفی ۱۳۲۶ھ) تھا، جس نے ”تحریر المرأة“ (عورت کی آزادی) کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس کی علماء کرام کی طرف سے شدید مخالفت ہوئی اور مصر، شام اور عراق کے بعض علماء نے تو اس کے مرتد ہونے کا فتویٰ تک جاری کیا۔ پھر جب کچھ حالات سازگار ہوئے، تو اس نے ”المرأة الجديدة“

(جدید عورت) نام کی کتاب لکھی۔ جس کا اصل ہدف مسلمان عورت کو یورپین عورت میں تبدیل کرنا تھا۔

اور قصر شاہی سے اس فکر و نظر کی جس نے بھرپور حمایت و تائید کی وہ ملکہ نازلی عبدالرحیم صبری تھی، جس نے بعد میں اسلام سے مرتد ہو کر نصرانیت قبول کر لی تھی۔ پھر قاسم امین کے افکار و نظریات کو عملاً نافذ کرنے والا بے جابی کا داعی سعد زغلول (متوفی ۱۳۴۶ھ) اور اس کا حقیقی بھائی احمد فتنی زغلول (متوفی ۱۳۳۲ھ) تھا۔

پھر قاہرہ میں عورت کی آزادی کے لئے ۱۳۳۷ھ کو عورتوں کی سطح پر ایک تحریک ہدیٰ شعراوی (متوفیہ ۱۳۶۱ھ) کی سرکردگی میں چلائی گئی، اور عورتوں کا پہلا اجتماع مصر کے کلیسا مرقص میں ۱۳۳۸ھ کو منعقد ہوا۔ اور ہدیٰ شعراوی ہی پہلی مصری مسلمان خاتون تھی جس نے حجاب کو اپنے چہرہ سے نوج ڈالا۔ ہم ایسی بدبختی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور اس دل خراش واقعہ کی کہانی کچھ ایسی ہے کہ جس سے دل حزن و ملال سے چور اور حسرت و یاس سے پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سعد زغلول جب برطانیہ سے اسلام کو بگاڑنے والے پورے ساز و سامان و ہتھیار سے لیس مصر واپس آنے لگا تو اس کے استقبال کے لئے دو شامیانے نصب کئے گئے۔ ایک مردوں کا شامیانہ، دوسرا عورتوں کا۔ جب وہ ہوائی جہاز سے اترا، تو سیدھے باحجاب عورتوں کے شامیانے کی طرف بڑھا اور ہدیٰ شعراوی نے اپنے حجاب کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا، تاکہ سعد زغلول اپنے ہاتھ سے اس کے حجاب کشائی کا افتتاح کرے۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اے کاش!

اس کا ہاتھ شل ہو جاتا۔ اور ہڈی کے چہرہ سے حجاب کشائی کا افتتاح کیا، سب عورتوں نے تالیاں بجائیں اور اپنا اپنا حجاب اتار پھینکا۔

دوسرا غمناک دن: سعد زغلول کی اہلیہ صفیہ بنت مصطفیٰ فہمی جس نے یورپین طریقہ کے مطابق جو اپنی بیوی کی نسبت شوہر کی طرف کرتے ہیں، شادی کے بعد اس کا نام صفیہ ہانم سعد زغلول رکھا تھا۔ یہی صفیہ قاہرہ میں قصر نیل کے سامنے عورتوں کے مظاہرہ میں بالکل وسط میں تھی۔ اس نے حجاب اتار پھینکنے کی قیادت کی اور اس کی تقلید میں تمام عورتوں نے اپنے اپنے حجاب اپنے چہروں سے نوچ ڈالے، پھر اپنے قدموں سے روٹ ڈالے اور پھر اس میں آگ لگا دی۔ اب اس میدان کا نام ”آزادی کا میدان“ رکھ دیا گیا ہے۔

اسی طرح کنانہ مصر کے اشیاء نے اس بد بختانہ عمل کی پیروی کی، جن میں احسان عبدالقدوس، مصطفیٰ امین، نجیب محفوظ، طہ حسین، اور نصرانیوں میں شبلی شملیل اور فرح انطون شامل ہیں۔ ہم بد بختی اور اہل بد بخت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف ان کے اس مکرو چال کی نصرت و تائید صحافت کر رہی ہے، کیونکہ اس فتنہ کی اشاعت کا اولین ذریعہ یہی صحافت ہے۔ یہاں تک کہ ۱۳۱۸ھ کو ”مجلة السفور“ (مجلہ بے حجابی) کے نام سے ایک پرچہ جاری کیا گیا۔ اور بے حیا و بے ضمیر قلم کاروں نے اپنے ان مقالات کے ساتھ اس کی طرف دوڑ لگا دی جو ان باتوں کے مطالبات پر مبنی تھے جو بے حجابی اور فتنہ و فساد اور بگاڑ کی مؤید و معاون اور درج ذیل وسائل فتنہ و فساد کے ساتھ فضائل و اخلاقی اقدار پر

راہزن اور حملہ آور ہیں:

خواتین کی عریاں تصویر چھاپنا، دوران گفتگو مرد و عورت کے درمیان آئنا سامنا کرانا، نئی درآمد اصطلاح ”عورت مرد کی شریک کار ہے“ پر توجہ مرکوز کرانا، یعنی دونوں صنفوں کے درمیان مساوات کی دعوت، عورت پر مرد کی قوامیت و حاکمیت کو حماقت باور کرانا، عریاں لباسوں اور بیوٹی پارلروں، عورتوں کے مخلوط سوئمنگ پول، تفریحی کلب اور قہوہ خانوں اور جدید فیشن و ماڈل کی اشاعت کے ذریعہ، اور عزت و آبرو میں رخنہ انداز واقعات، اداکاراؤں، گلوکاراؤں اور فن و فنون جمیلہ کی ہیروئنوں کی عزت افزائی کے نشر کے ذریعہ عورتوں میں اشتعال انگیزی کرنا اور ورغلا نا۔

اس منظم حملہ کی دو امور تقویت و تائید کرتے ہیں۔ ایک اندر سے ان کی داخلی مدد و تائید۔ دوسرے مصلحین کے زبان و قلم سے ان کے خلاف محاذ آرائی کی کمزوری اور ان کی فحاشی و بے حیائی پر سکوت و خاموشی۔ اور برائیوں کی نشر و اشاعت اور دوسری طرف سے اس پر سکوت و جمود، اور مصلحین کے مقالات کو شائع نہ کرنا، یا ان کے لئے مختلف رکاوٹیں کھڑی کرنا، اور ان پر انتہا پسندی و رجعت پسندی کا بہتان لگانا، اور امین و قوی الایمان مسلمانوں کے برعکس نا اہل لوگوں کو اقتدار و کرسی پر براجمان کرنا۔

اس طرح اس امت میں چہرہ سے حجاب نوچ کر بے حجابی و بے حیائی کا آغاز ہوا۔ موقوف تفصیلات دیکھنا ہو تو استاذ احمد فرج کی کتاب: ﴿المؤامرة علی المرأة المسلمة﴾ (مسلمان عورت کے خلاف سازش) اور شیخ محمد بن احمد

اسماعیل کی کتاب ﴿عودۃ الحجاب﴾ (حجاب کی واپسی ج ۱) کا مطالعہ کریں۔
 ادھر پھر دوبارہ عالم اسلام میں چند سالوں کے مختصر عرصہ میں یہ خبیث دعوت
 دوڑنے لگی ہے، جیسے سوکھی پتیوں پر آگ۔ یہاں تک کہ حال یہ ہے کہ بے حجابی کو لازم
 قرار دیئے جانے والے قوانین کا نفاذ کیا گیا، چنانچہ ترکی میں ملحد اتاترک (متوفی
 ۱۳۵۶ھ) نے ۱۳۳۸ھ میں حجاب اتار پھینکنے کا قانون جاری کیا۔ اور ۱۳۴۸ھ میں
 ایک سول قانون جاری ہوا۔ جبکہ سول نو شاٹیل سویٹزر لینڈ کا قانون پہلے سے
 موجود تھا۔ جس میں تعدد زوجات کو حرام قرار دیا گیا اور نہایت قلیل عرصہ میں ترکی
 عورت کو سویٹزر لینڈ کی عورتوں کی بہن و پڑوسی بنا دیا گیا۔ چنانچہ ترکی عورت لباس
 ”سہرہ“ جو عریاں کندھا و پیٹھ والا ہوتا ہے، پہنتی تھی۔ نیز وہ ”مایوہ“ (سوئمنگ
 بنیان و چڈی) پہننے سے گریز نہیں کرتی تھی۔ والعیاذ باللہ۔ اور ایران میں رضا شاہ
 پہلوی نے ۱۳۴۴ھ میں حجاب اتار رکھنے کا قانون نافذ کیا۔ اور افغانستان میں محمد
 امان نے حجاب معطل کرنے کی قرارداد پاس کی۔ اور البانیہ میں احمد زوغوانے الغاء
 حجاب کا قانون نافذ کیا۔ اور تونس میں ابورقیبہ نے ۱۴۲۱ھ میں حجاب پر پابندی
 اور تعدد زوجات کے جرم گردانے جانے کا قانون نافذ کیا اور ایک سے زائد شادی
 کرنے والے پر قید و بند کی سزا اور مالی جرمانہ عائد کیا۔ نیز اس نے شریعت کے
 خلاف بغاوت کی چند قرارداد پاس کی، ان میں سے ایک: بیس سال سے زائد عمر کی
 عورت کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے والدین کی رضامندی و موافقت کے بغیر
 جہاں چاہے اپنی مرضی سے نکاح کرے۔ اور جو دوسری حلال و جائز شادی کرے،

اسے سزا دی جائے گی، مگر جو حرام طریقہ سے دس عورت سے بھی دوستی و آشنائی اور تعلقات جنسی رکھے، اسے قانوناً بری قرار دیا جائے گا۔

اور ”العربی“ پرچہ میں تونس کے بارے میں ایک رپورٹ شائع ہوئی، جس میں سڑکوں پر نصب اعلان کے بورڈ کی تصویر تھی۔ ہر میدان میں دو بورڈ تھے، ایک میں اس خاندان و فیملی کی نمائندگی کی تصویر تھی جو حیا دار اور باحجاب لباس پہنتی ہے اور اسے کراس (x) کے نشان سے کاٹ دیا گیا تھا۔ اور دوسرے بورڈ میں بے حیا و بے حجاب فرنگی فیملی و خاندان کی نمائندگی والی تصویر تھی، اور اس کے نیچے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: ”ان کی طرح ماڈرن بن جاؤ“۔

اس فتنہ کا سب سے بڑا ذمہ دار یہی ہے اور دوسرے بھی ہیں جن میں طاہر حداد (مولود ۱۳۱۷ھ اور ہلاک ۱۳۵۳ھ) سرفہرست ہے۔ جب اس نے اپنی کتاب ”امراتنا فی الشریعة والمجتمع“ (ہماری عورت شریعت و معاشرہ کے درمیان) ۱۳۳۸ھ تا ۱۳۴۸ھ کے درمیانی عرصہ میں لکھی، جس میں اس نے عورت کی آزادی کی دعوت دی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مذکورہ کتاب نصرانی فادر سلام کی تالیف ہے، جسے طاہر حداد اٹھالایا۔ اور اس کتاب کے اخیر میں بارہ سوال اٹھائے گئے تھے، جن کا جواب متعدد مفتیان کرام نے دے دیا تھا۔ اور مالکیہ کے دو مفتیوں نے اس پر اسلام سے خروج کا فتویٰ لگایا۔ جس کی وجہ سے اسے ”حقوق کالج“ سے حکومت کے حکم سے امتحان میں بیٹھنے سے روک دیا گیا۔ پھر اسے بطور سزا نظر بند کر دیا گیا اور مذکورہ کتاب کی وجہ سے لوگوں نے اسے ٹھکرا دیا۔ یہاں تک کہ وہ

۱۳۵۳ھ میں مرگیا اور اس کے بعض دوستوں اور گھر والوں کے سوا اس کے جنازہ میں کوئی شریک نہیں ہوا۔ وہ موسیقی و گانے، قہوہ خانے اور کمیونزم و اشتراکیت کی طرف نسبت کو اپنے لئے فخر سمجھتا تھا۔ پھر صحافت نے اس کتاب کے فتنہء عظیم اور موادِ بلاخیز کو نشر کرنے پر پوری توجہ مرکوز کر دی اور اسے برابر چھاپتی رہی، اس کی اشاعت کرتی رہی، یہاں تک کہ تونس بے حجابی و بے حیائی کی وجہ سے ایک ”مریض جسم“ بن رہ گیا۔ اور چار سو صفحات پر مشتمل اس بدنام زمانہ کتاب میں عفت و عصمت اور حجاب و پردہ کے خلاف الحادی یلغار اور مغربی جنگ کے سوا اور کچھ نہیں ملے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور عراق میں اس قضیہ۔ حجاب اتار پھینکنے۔ کا سب سے بڑا ذمہ دار زہاوی اور رصافی تھا۔ ہم ان دونوں کے حال سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ تفصیل ”حکایات سیاسیة من تاریخ العراق الحديث“ (عراق کی نئی تاریخ میں سیاسی واقعات) نامی کتاب میں دیکھئے۔

اور الجزائر میں حجاب اتار پھینکنے کے المناک دن کی خبر ”التغریب فی الفكر والسیاسة والاقتصاد“ (افکار و سیاست اور اقتصادیات میں مغربیت) نامی کتاب کے (صفحات ۱۳۳ تا ۱۳۹) میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اور یہ ایسا دردناک واقعہ ہے جسے سن کر حسرت و غم سے کلیجہ پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ ۱۳ مئی ۱۹۵۸ء کو ایک خطیب جمعہ کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے خطبہ میں حجاب اتار پھینکنے کی دعوت دے۔ اور اس فتنہ میں مبتلا خطیب نے اپنے خطبہ جمعہ

میں اس کی دعوت بھی دے ڈالی۔ پھر ایک جزائر دو شیزہ اٹھی اور باقاعدہ لاؤڈ اسپیکر سے حجاب اتار پھینکنے کا اعلان کیا۔ اور اس نے خود اپنا حجاب اتار کر ابتدا کی اور اس کی تقلید میں دوسری تمام عورتوں نے، جو اسی مقصد کے لئے جمع کی گئی تھیں، اپنا اپنا حجاب نوچ ڈالا۔ اور پھر مغرب کے زرخیز غلاموں نے تالیاں بجائیں۔ یہی واقعہ شہر ’’وهران‘‘ میں بھی دہرایا گیا اور تقریباً اسی جیسا واقعہ جزائر کی دارالحکومت ’’الجزائر‘‘ میں بھی پیش آیا۔ اور اس کے بعد صحافت و ذرائع ابلاغ نے بے حجابی کی تائید و نصرت میں اس واقعہ کی خوب تشہیر کی۔

اور مغرب اقصیٰ اور ملک شام کے چاروں ملکوں: لبنان، سوریا، اردن اور فلسطین میں تبرج و سفور، بے حیائی و بے حجابی اور اباحت کبھی بعث پارٹی کے داعیوں کے ہاتھوں پھیلی، تو کبھی قومیت کے پرستاروں کے ہاتھوں۔ سر دست جو مصادر ہمارے پاس ہیں وہ اس بے حیائی کی کیفیت و نوعیت پر نیز ان بدبختوں کے اسامی کی نشاندہی پر کوئی روشنی نہیں ڈالتے۔ اس لئے معلوم نہیں کہ وہاں کے اہل قلم اور وقائع نگاروں نے بے حجابی و بے حیائی کے اس منحوس آغاز کو خصوصاً شام کے علاقوں اور ملکوں میں کیوں نہیں لکھا اور ریکارڈ کیا، جبکہ وہاں جنسی دھماکہ، عریانیت، اباحت اور فحاشی و بے حیائی کا وہ حال ہے جو کسی سے مخفی نہیں ہے۔

اور سب سے پہلی کتاب جو ملک شام میں عورت کی آزادی کے سلسلہ میں تفصیل دیتی ہے وہ ۱۳۴۷ھ کی ہے۔ یعنی قاسم امین کی ہلاکت کے بیس سال بعد۔ اس کتاب کی مولف نظیرہ زین الدین تھی، یا اس کے نام سے طبع کی گئی اور جس کا عنوان تھا:

”السفور والحجاب“ (حجاب اور بے حجابی) اور یہاں یہ تنبیہ کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس کتاب پر علی عبدالرزاق نے تقریظ لکھی تھی جو ”الاسلام وأصول الحكم“ (اسلام اور اصول حکمرانی) کا مولف تھا اور جس نے مصر میں علمائیت و سیکولرزم کا ایک زلزلہ برپا کر دیا تھا اور جس کا اس وقت کے علماء نے رد لکھا تھا۔

اور جہان تک ہندو پاک کی بات ہے تو مومنین کی عورتوں کی حالت پردہ و حجاب - شرم و حیا کی چادر - بہترین صورت حال میں تھی - اور انہی تاریخوں ۱۸۲۰ء کے حدود میں عورت کی آزادی کی تحریک اور اس کے دونوں بازوؤں ”آزادی و مساوات“ کی دعوت شروع ہوئی - اور اس مقصد کے لئے قاسم امین کی کتاب ”تحریر المرأة“ (عورت کی آزادی) کا ترجمہ کیا گیا - پھر اس کے بعد صحافت نے مخلوط تعلیم اور چادر حیا اتار پھینکنے کا پروپیگنڈہ کیا - یہاں تک کہ اس ایشیائے کوچک کا حال یہ ہو گیا کہ الامان والحفیظ!! اور جس کی شکایت اللہ تعالیٰ ہی سے کی جاسکتی ہے - تفصیل کے لئے دیکھئے خادم حسین کی کتاب ”أثر الفكر الغربی فی انحراف المجتمع المسلم فی شبه القارة الهندیة“ (ایشیائے کوچک کے مسلم معاشرہ کے بگاڑ میں مغربی افکار کا اثر ص ۱۸۲ تا ۱۹۵)۔

اور اس طرح حریت و مساوات کے نام پر عورت کی آزادی کی دعوت کے زیر سایہ فتنہ کے ہر کاروں کے دباؤ کے تحت ان ملکوں میں معاملہ مغربی عورت کی انتہا اور مسلمان عورت کی ابتدا تک پہنچ گیا - چنانچہ حریت و مساوات کے نام پر:

☆ عورت کو گھر سے نکالا گیا تاکہ وہ مرد کے شانہ بشانہ زندگی کے تمام

میدانوں میں اس کا مقابلہ کرے۔

☆ عورت کو حجاب اور اس کے ضمن میں عفت و عصمت، شرم و حیا، طہارت و پاکیزگی جیسے فضائل سے عاری کر دیا گیا۔

☆ عورت کو نجی سطح کی فحاشی و بے حیائی میں صرف مردوں کی جنسی لذت و رغبت کی تسکین و سیرابی کے لئے غرق کر دیا گیا۔

☆ عورت سے مرد کی قوامیت کا ہاتھ، تجارت چکانے کی غرض سے اس کی بلانگراں نمائش کر کے، اٹھا دیا گیا۔

☆ خلوت و اختلاط کی ممانعت کے حجاب کو اٹھا دیا گیا، تاکہ حریت و آزادی اور مساوات کے چٹان سے ٹکرا کر فضائل کو پاش پاش کر دیا جائے۔

☆ عورت کے حیاتیاتی مشن و ہدف کا خاتمہ، بحیثیت ماں، بیوی، نسل کی تربیت کنندہ، شوہر کی راحتِ جاں جیسے مقصد حیات سے دور کر کے اسے سستا و گھٹیا سامان اور ہر خیانت کا رفاقت و فاجر اور اغوا کرنے والے کی ہتھیلی کی گیند کی طرح بے قیمت و بے وقعت بنا دیا گیا۔

اور اس طرح دل خراش فتنہ و آفات و مصائب کا ایک لامتناہی سلسلہ جسے آپ متعدد غیرت مند مولفین کی تحریروں میں پائیں گے۔ ان میں سے ایک کتاب محمد بن عبداللہ عرفہ کی تالیف ”حقوق المرأة فی الإسلام“ (اسلام میں عورت کے حقوق) ہے۔

یہ ہیں مومنین کے طریقہ سے منحرف مطالبات اور یہ ہیں عالم اسلام میں ان

کے تباہ کن آثار و نتائج۔

دوسرا امر: منحرف مطالبات کا اعادہ تاکہ اسلام کے آخری قلعہ میں فضیلت و شرافت پر ضرب کاری کی جائے اور اسے اخلاقی فساد و بگاڑ کے اظہار کے لئے مرکز و محور بنایا جائے۔

آغاز ہی انجام کا دروازہ ہے۔ اور اولین رکاوٹ جس کی عورتوں کے رذائل کے داعیوں کو مزاحمت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، وہ ہے اسلامی فضیلت و شرافت اور مومنین کی عورتوں کا پردہ و حجاب۔ جب وہ اپنے چہروں کو بے نقاب کر لیں گی اور اپنے جسم و زینت کو ظاہر کر دیں گی، جس کا اللہ تعالیٰ نے اجنبی مردوں سے پردہ و حجاب کرنے کا حکم دیا ہے، تو مومن عورتوں کا حال فضائل سے عاری اور رذائل: تہرج و سفور اور اباحت کی طرف لوٹ جائے گا، جیسا کہ عالم اسلام کے اکثر ملکوں میں عام ہو چکا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کے حالات کے اصلاح کی دعا کرتے ہیں۔

دورِ حاضر کے مغرب کے زرخیز غلام و نوکرانہی خطوط پر چل رہے ہیں، وہ بڑی سرگرمی و نشاط کے ساتھ اپنی کوششیں صرف کر رہے ہیں، تاکہ اسلام کے آخری قلعہ میں بھی فضیلت و شرافت: حجاب پر ضرب کاری کریں، یہاں تک کہ حالت یہ ہو گئی ہے کہ۔ وہ چاہیں یا نہ چاہیں۔ اسلام کے اول و آخری قلعہ کے وسط میں یہ الحادی اہداف و مقاصد پہنچ چکے ہیں، جو مسلمانوں کا دار السلطنت اور مومنین کا محبوب ملک جزیرۃ العرب ہے۔ جس کے قلب و قبلہ کی جب سے وہ خاتم الانبیاء والمرسلین کی رسالت پر ایمان لایا ہے، آج تک اللہ تعالیٰ نے اس سے اس کی حفاظت کی ہے کہ

اس میں استعمار کا دخول و نفوذ ہو۔ یہاں بحمد اللہ اسلام غالب ہے، شریعت نافذ ہے اور معاشرہ اسلامی ہے۔ اسے کسی کافر کی قومیت نے نجاست آلود نہیں کیا ہے۔ اور اخبار کے کالموں میں شور و غوغا کرنے والے فتنہ میں گھرے ان لوگوں نے اپنے جیسے پہلے گمراہوں کے طریقوں کی تقلید کی اور اپنے منصوبہ و طریقہ کار کو ہمارے ملک و صحافت میں منتقل کر دیا، تاکہ اس سے حجاب کا مقابلہ کریں۔ ان لوگوں نے بھی وہیں سے آغاز کیا، جہاں سے ان کے اسلاف نے کیا تھا۔ ان مطالبات سے وہ موجودہ قائم صورت حال کو جرم گردانتے ہیں اور وہ ہے اسلامی صورت حال، جس میں حجاب و پردہ، طہارت و پاکیزگی، عفت و عصمت اور دونوں صنفوں میں سے ہر صنف شریعتِ مطہرہ کے حدود کے اندر اپنے اپنے منصب و وظیفہ پر قائم و دائم ہے۔ اور سب کچھ موجود ہے، پھر وہ کس چیز کی سزا دینا چاہتے ہیں؟۔

فضیلت کے جو اصول گزشتہ صفحات میں بیان کئے گئے ہیں، وہ ان باطل و منحرف مطالبات کا رد کرتے ہیں، جو ذائل کی فضاؤں میں دائر ہیں، یعنی چہرہ کی بے حجابی، تبرج و سفور، اختلاط، مرد کی عورت پر قوامیت و حاکمیت کا خاتمہ، مرد کی خصوصیات کا ر میں عورت کی مزاحمت و مقابلہ آرائی جیسے تباہ کن اور ہلاکت خیز اغراض و مقاصد۔ اور مومنین کے طریقہ کے برخلاف یہ باطل و منحرف مطالبات دراصل منکرات کے مطالبہ اور معروف کے ترک، فطرت سے خروج، شریعت پر حملہ، فضائل و اقدارِ اسلامیہ کے تمام خدوخال پر جارحیت اور اسلامی قیادت جو شریعتِ مطہرہ کا نفاذ کرتی ہے، سے بغاوت کا اعلان ہے، اور ملک کو تبرج و بے حیائی، اختلاط و بے حجابی

کا گہوارہ بنادینے کا منصوبہ و پلان ہے۔

اور یہ زبانی جنگ کی ایک قسم ہے۔ اور قلم دوزبانوں میں سے ایک ہے اور کبھی زبان سے جنگ ہاتھ سے جنگ سے بھی زیادہ کاری زخم لگانے والی ہوتی ہے۔ اور یہ روئے زمین پر فساد و بگاڑ پھیلانے کے مترادف ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (الصارم المسلمول ۲/۳۵۷) میں رقمطراز ہیں: ”زبان دین میں جو فساد و بگاڑ پیدا کرتی ہے، وہ ہاتھ کے فساد و بگاڑ سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے، نیز زبان دین کی جو اصلاح کرتی ہے، وہ ہاتھ کے اصلاح سے کئی گنا بڑھ کر ہوتی ہے“۔

یہ امر بھی معلوم ہونا چاہئے کہ بے حجابی، تبرج اور عورت کو مرد بنادینے کی دعوت صرف صحافت پر انحصار نہیں کرتی، بلکہ یہاں کچھ دیگر وسائل و ذرائع بھی ہیں جو اپنی پوری سرگرمی کے ساتھ اس فحاشی و بے حیائی کو پھیلانے میں مصروف ہیں۔ ان میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، مختلف چینلس، انٹرنیٹ، فحش کتاب، ناول وغیرہ شامل ہیں۔ اور یہ سب مشترک طور پر مسلمانوں میں مغربی تہذیب و تمدن کی اشاعت میں مستعدی کے ساتھ جٹے ہوئے ہیں اور انہیں اپنے دین کے احکام، اپنی عفت و عصمت اور فضیلت و شرافت سے بغاوت کی ترغیب دے رہے ہیں۔ اس لئے ہم دنیا کے تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عقاب و ناراضگی کا خوف دلاتے ہیں اور ان کو اس کے عذاب کے دن کی یاد دلاتے ہیں اور وہی ان کو وعدہ دینے والا ہے۔

اس لئے اس خطرناک و منحرف رجحان و فکر کے آگے درج ذیل اقدامات کرنا

نہایت ضروری ہیں:

۱۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے لمبا ہاتھ (حکومت و اقتدار) دیا ہے، اس پر واجب و فرض ہے کہ وہ سخت اوامر و احکام صادر کرے، تاکہ تبرج و سفور اور بے حیائی و بے حجابی اور اختلاط کے اثرات سے فضیلت و شرافت کا تحفظ کیا جاسکے۔ اور بے ضمیر و بے حیا اہل قلم کے قلم پر ان مطالبات کے سلسلہ میں لکھنے اور امت کو ان کے شر و فتنہ سے بچانے کی خاطر پابندی لگا دے۔ اور جو حجاب و پردہ کا مذاق و تمسخر اڑائے، اسے شرعی عدالت میں گھسیٹ کر اس پر قرار واقعی سزا نافذ کرے۔

اور تبرج شعار عورتوں کو بھی سزا دلوائی جائے، کیونکہ وہ اس شر و فتنہ انگیزی میں برابر کی شریک ہیں اور وہ ان نوجوانوں کے مقابلہ میں زیادہ سزا کی مستحق ہیں جو ان سے چھیڑ خانی کرتے ہیں، کیونکہ وہی ان کے جذبات میں اشتعال پیدا کرنے اور اپنی طرف ان کو مائل و راغب کرنے کی باعث و محرک ہیں۔

۲۔ علماء و طلبہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمانوں کو نصیحت کریں، بری باتوں سے ان کو خوف دلائیں اور مومن عورتوں کو اپنی فضیلت و شرافت پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کریں اور فضیلت پر جارحانہ حملہ کرنے والوں سے ان کی حفاظت اور برائیوں کے داعیوں اور خواہشات کے غلاموں سے ان کو آگاہ کریں اور ان پر رحم کھائیں۔

۳۔ ہر اس باپ، بیٹا اور شوہر پر واجب ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کے ولی امر ہونے کا بار ڈالا ہے کہ وہ اللہ سے اپنے ماتحت عورتوں کے بارے میں خوف کھائیں اور ان کے بے حجابی، تبرج، اختلاط اور اس کے اسباب و محرکات اور

برائی کے داعیوں سے حفاظت کے مناسب و کارگر اسباب و وسائل اختیار کریں اور یہ یاد رکھیں کہ عورتوں کے بگاڑ کا اولین سبب مردوں کا تساہل برتنا ہی ہے۔

۴۔ مومن عورتوں پر بھی واجب ہے کہ وہ بھی اپنے نفس اور اپنے ماتحت بچیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف کھائیں، فضیلت کو لازم پکڑیں، شرعی لباس اور حجاب چادر واڑھنی استعمال کرنے کا التزام کریں اور فتنہ کے داعیوں اور برائی و بد اخلاقی کے شیدائیوں کے پیچھے ہرگز نہ بھاگیں۔

۵۔ ایسے اہل قلم اور مولفین کو ہم خیر خواہانہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ خالص دل سے توبہ کریں، اور اس بات سے اجتناب کریں کہ وہ اپنے اہل خاندان اور اپنی قوم و امت کے حق میں برائی کا دروازہ نہ ثابت ہوں اور اللہ کی ناراضگی، غضب اور دردناک سزا کا خوف کھائیں۔

۶۔ ہر عام مسلمان پر فرض ہے کہ وہ بے حیائی پھیلانے، اسے عام کرنے اور اس کی پلیدی و کثافت میں اضافہ کرنے سے ہوشیار رہیں۔ اور یاد رکھیں کہ بے حیائی اور برائیوں سے محبت بقول شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (فتاویٰ ۱۵/۳۳۵ تا ۳۴۴) صرف قول و عمل سے نہیں ہوتی، بلکہ اس کی اشاعت، اس کے چرچا و گفتگو، دل و ضمیر، اس کی طرف میلان و رجحان اور اس پر سکوت و خاموشی سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی یہ محبت ہی اس کے انتشار و پھیلاؤ کو تقویت دیتی ہے۔ اور جو مومن اس پر نکیر کرے اس کے دفاع پر جری بنا دیتی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو فحاشی و بے حیائی کے انتشار و پھیلاؤ کی محبت سے خوف کھانا چاہئے، ارشادِ بانی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ

يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ (النور: ١٩) ”جو لوگ مسلمانوں میں
بے حیائی پھیلانے کے آرزو مند رہتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک
عذاب ہے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔“

جو کچھ بیان کیا گیا، اتنا ہی کافی ہے۔ اور اہل علم و ایمان پر واجب و فرض صرف
تبلیغ و بیان ہی ہے، تاکہ وہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکیں، اللہ تعالیٰ اپنے
بندوں میں سے جس کو چاہے، فائدہ پہنچائے۔ اور دین کی خیر خواہی کی ذمہ داری
ادا ہو جائے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿الَّذِينَ النَّصِيحَةُ، قَالُوا
لِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلَا ئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ
وَعَامَّتِهِمْ﴾ ”دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے
رسول! کس کی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی، اس کے کتاب کی، اس کے
رسول کی اور مسلمانوں کے امام و حاکم اور عام مسلمانوں کی۔“ اسے امام مسلم نے
اپنی صحیح مسلم میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ اپنی کتاب ”الحکم الجدیرة بالإذاعة ص
۴۳“ میں رقمطراز ہیں: ”امام احمد سے روایت ہے، ان سے دریافت کیا گیا کہ عبد
الوہاب وراق فلاں فلاں بات پر سخت نکیر کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”لَا نَزَالُ
بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِينَا مَنْ يُنْكِرُ“ ”ہم برابر خیر و عافیت سے لطف اندوز ہوتے
رہیں گے جب تک ہم میں ایسا شخص موجود ہو جو برائیوں پر نکیر کرتا رہے۔“ اور اسی

قبیل سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ مشہور قول ہے جو انہوں نے اپنے نکیر کرنے والے سے فرمایا تھا، اس آدمی نے کہا تھا: ”إِتَّقِ اللَّهَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ!“ ”اے امیر المؤمنین! آپ اللہ کا خوف کیجئے“، تو آپ نے فرمایا: ”لَا خَيْرَ فِيكُمْ إِنْ لَمْ تَقُولُوا لَنَا، وَلَا خَيْرَ فِينَا إِذَا لَمْ نَقْبَلْهَا مِنْكُمْ“ ”تمہارے اندر کوئی خیر نہیں، اگر تم ہماری نکیر نہ کرو۔ اور ہمارے اندر کوئی خیر نہیں، اگر ہم تمہاری جائز تنقید قبول نہ کریں۔“

اور عقل مند ہی نصیحت قبول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی جزا و حساب کا مالک ہے۔ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ .



ضمیمہ (۱)

عورت کے اپنے محارم و میل جول کی عورتوں کے سامنے لباس کی تفصیل کے سلسلہ میں علمی تحقیق و افتاء کی دائمی کونسل کی جانب سے ایک وضاحتی بیان
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ وَبَعْدُ:

اسلام کے ابتدائی زمانوں میں مسلمان عورتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان اور قرآن و سنت کے اتباع کی برکت سے طہارت و پاکیزگی، عفت و عصمت اور شرم و حیا کے بلند ترین مقام پر فائز تھیں۔ اس دور میں عورتیں ساتر لباس زیب تن کرتی تھیں اور ان کے درمیان اپنے آپس کی مجلسوں میں، یا اپنے محارم کے سامنے بے حیائی و بے حجابی اور آوارگی معروف نہیں تھی۔ اور اسی مستحکم سنت و طریقہ پر۔ واللہ الحمد۔ امت اسلامیہ کی ساری عورتوں کا ماضی قریب تک، صدی بصدی عمل جاری و ساری تھا۔ لیکن متعدد اسباب کی بنا پر اب بہت ساری عورتوں میں لباس و حیا اور اخلاق میں فساد و بگاڑ داخل ہونا شروع ہو گیا ہے، جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

علمی تحقیق و افتاء کی دائمی کونسل کے پاس عورت کے عورت کے جسم کو دیکھنے کے حدود اور اس پر کس حد تک لباس واجب و ضروری ہے، کے سلسلہ میں آئے ہوئے بہت سارے استفتاء کو دیکھتے ہوئے یہ کونسل تمام مسلمان عورتوں کے لئے یہ بیان جاری کرتی ہے:

عورت پر واجب ہے کہ وہ حیا و حشمت کے اخلاق سے خود کو متصف کرے، جسے نبی کریم ﷺ نے ایمان اور ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ قرار دیا ہے۔ اور جس حیا و حشمت کا شرعاً و عرفاً حکم دیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ عورت خود کو اجنبی مردوں سے حجاب میں چھپائے، شرم و حیا کرے اور ایسے اخلاق سے متصف ہو جو اسے فتنہ کے مواقع اور شکوک و شبہات اور بدظنی کی جگہوں سے دور رکھے۔

اور ظاہر قرآن اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ عورت دوسری عورت کے سامنے اپنے جسم کا وہی حصہ ظاہر کرے جو اپنے محرم کے سامنے ظاہر کرتی ہے اور جس کا عام طور پر گھر میں اور کام کاج کی حالت میں ظاہر کرنا عورت کا عام شیوہ رہتا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ﴾ ”اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے، یا اپنے والد کے، یا اپنے خسر کے، یا اپنے لڑکوں کے، یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے، یا اپنے بھائیوں کے، یا اپنے بھتیجیوں کے، یا اپنے بھانجیوں کے، یا اپنے میل جول کی عورتوں کے“۔

اور چونکہ یہ قرآنی نص ہے اور اسی پر سنت دلالت کرتی ہے، اس لئے یہی وہ عمل ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور صحابہ کرام کی عورتوں کا اور ان کے مابعد ان کے نقش قدم پر چلنے والی ہمارے دور تک کی عورتوں کا متواتر و متواتر عمل چلا آ رہا ہے۔ اور اس آیت کریمہ میں مذکورہ اشخاص کے لئے جس

حصہ جسم کو ظاہر کرنے کی عام متواتر عادت چلی آرہی ہے، وہ عورت کا وہ حصہ جسم ہے جو عموماً گھر میں اور کام کاج کی عام حالت میں غالباً عورت کے جسم کا حصہ کھلا و ظاہر ہوتا ہے اور جس سے اس کا بچنا وقت طلب اور دشوار ہے، جیسے سر، گردن، ہاتھ اور قدم کا کھلا ہونا۔ البتہ جہانک بے حجابی اور عریانی میں توسع کی بات ہے، تو اس کے علاوہ کہ اس کے جواز پر کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہیں ہے، یہ عورت کے فتنہ اور اس سے دیگر ہم جنس عورتوں کی بیٹیوں کا فتنہ میں مبتلا و گھر جانے کا راستہ ہے۔ اور یہ فتنہ عورتوں میں موجود ہے۔ نیز اس میں دیگر عورتوں کے لئے بری تقلید کا نمونہ ہے۔ نیز اس میں کافر عورتوں اور بدکار و بے حیا طوائفوں کی لباس میں مشابہت ہے۔ اور نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ﴾ ”جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، اس کا شمار اسی قوم میں ہوتا ہے“۔ اسے امام ابوداؤد اور احمد نے روایت کیا ہے۔ اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے بدن پر دو پیلے رنگ کے گہرے کپڑے دیکھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿إِنَّ هَذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسَهَا﴾ ”یہ کافروں کے لباس ہیں، اسے نہ پہنا کرو“۔ اور صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَّاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ

رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا ﴿١٠﴾ ”دو قسم کے جہنمی کو میں نے نہیں دیکھا: ایک وہ قوم جس کے ہاتھ میں بیل کی دم جیسے کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ اور دوسری وہ عورتیں جو کپڑے تو پہنی ہوں گی، لیکن ننگی ہوں گی، وہ خود راغب ہوں گی اور دوسروں کو اپنی طرف راغب کریں گی، ان کے سر بختی اونٹ کے جھکے ہوئے کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی، جبکہ اس کی خوشبو اتنی اور اتنی مسافت کی دوری سے بھی پائی جاتی ہے“۔ حدیث کے الفاظ میں ﴿كَاسِيَاتٌ عَارِيَّاتٌ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ عورت ایسا باریک کپڑا پہنے گی جو اس کے جسم کے لئے ساتر نہ ہوگا، اس لئے وہ کپڑا تو ضرور پہنے ہوگی، مگر حقیقت امر میں ننگی و عریاں ہوگی۔ مثلاً نہایت ہی باریک کپڑا پہنے گی جس کے نیچے سے اس کی چمڑی جھلکے گی، یا اتنا تنگ و چست کپڑا پہنے گی جس سے اس کے جسم کے نشیب و فراز بالکل نمایاں ہوں گے، یا اتنا چھوٹا کپڑا پہنے گی جس سے اس کے جسم کے بعض اعضاء کھلے رہ جائیں گے۔

اس لئے مسلمان عورت پر اس طریقہ کا التزام متعین و فرض ہو گیا جو امہات المؤمنین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عورتوں اور ان کے اتباع میں اس امت کی خواتین کا شیوہ و عمل رہا ہے۔ نیز عورت پر حجاب و پردہ اور شرم و حیا کا حریص ہونا لازم و فرض ہے، کیونکہ اسی سے وہ اسباب فتنہ سے زیادہ دور رہ سکے گی، اور اس کے نفس کی اس خواہش و شہوت سے حفاظت ہوگی جو اسے بدکاری میں ملوث کرنے والے وسائل و محرکات میں اشتعال و ہیجان پیدا کرتی ہے۔

نیز ایک مسلمان عورت پر واجب ہے کہ وہ اس لباس کے استعمال سے متنبہ ہو و ہوشیار رہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے اور جس میں کافر و بدکار اور حیا باختہ عورتوں کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اسی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت، اللہ تعالیٰ کے اجر و ثواب کی امید اور اس کے عقاب و غضب سے خوف پایا جاتا ہے۔

اسی طرح ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ سے اپنے ماتحت عورتوں کے سلسلہ میں خوف کھائے اور انہیں ایسا عریاں، تنگ و باریک لباس پہننے کی کھلی چھوٹ نہ دیدے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ اور ہمیشہ ذہن میں یہ تازہ رکھے کہ وہ ایک نگراں اور محافظ ہے اور قیامت کے دن اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے سلسلہ میں باز پرس ضرور ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے اور ہم سب کو صراطِ مستقیم کی ہدایت دے، وہی دعا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّم عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ .

علمی تحقیق و افتاء کی دائمی کونسل

ممبر	صدر
عبداللہ بن عبدالرحمن الغدیان	عبدالعزیز بن عبداللہ بن محمد آل شیخ
ممبر	ممبر
بکر بن عبداللہ ابوزید	صالح بن فوزان الفوزان

ضمیمہ (۲)

فتویٰ نمبر (۲۱۳۵۲) بتاریخ ۹/۳/۱۴۲۱ھ

بابت عورت کی شرعی چادر کی کیفیت و نوعیت

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

وَبَعْدُ:

علمی تحقیق و افتاء کی دائمی کونسل اس استفتاء پر مطلع ہوئی جو عالی جناب مفتی اعظم کے پاس مستفتی / کی جانب سے آیا تھا اور جو سرکردہ علماء کونسل کے جنرل سکرٹری کے پاس نمبر (۹۳۴) کے تحت ۱۲/۲/۱۴۲۱ھ کو بھیجا گیا تھا۔ مستفتی نے جو سوال کیا، اس کی عبارت کچھ اس طرح ہے:

”آج کل ایک قسم کی چادر (عباء/ برقعہ) کا رواج چلا ہوا ہے، جو جسم پر بالکل چست سلائی جاتی ہے۔ یہ کریب نامی دو باریک و خفیف کپڑوں سے بنائی جاتی ہے اور اس کی آستین کافی کشادہ ہوتی ہے، اور اس میں نیل بوٹے اور نگینے لگے ہوتے ہیں، اور جو صرف کندھے پر سے پہنا جاتا ہے۔ شریعت میں اس نوعیت کی چادر یا عباء کا کیا حکم ہے؟ فتویٰ دے کر مشکور و ماجور ہوں گے۔ ہماری تمنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ کہ اس قسم کی چادر یا عباء پر پابندی کے لئے وزارت تجارت کو بھی لکھیں گے۔“

دائمی کونسل اس استفتاء کے مندرجات پر بنظر غائر غور و خوض اور تحقیق و تدقیق

کے بعد یہ جواب نشر کرتی ہے:

عورت کے لئے شرعی عباء یا برقعہ، ”جلباب“ (لمبی چادر) کہلاتا ہے اور یہ ”جلباب“ ہی شارع کے مقصد: کمال ستر (کامل ستر پوشی) اور فتنہ و فساد سے حفاظت اور اس سے دوری کو پورا کرتی ہے۔ اور اس بنا پر عورت کے عباء (چادر و برقعہ) میں درج ذیل صفات و خصوصیات ہونے چاہئیں:

۱۔ چادر کا کپڑا اتنا دبیز اور موٹا ہو کہ اس کے نیچے سے نہ بدن کی چٹری جھلکے اور نہ کپڑا بدن میں چپکنے والی خاصیت کا ہو۔

۲۔ چادر کشادہ اور پورے جسم کو ستر ہو کہ جسم کے نشیب و فراز نمایاں نہ ہو۔

۳۔ چادر آگے کی جانب سے کھلی ہو اور آستین زیادہ چوڑی نہ ہو۔

۴۔ چادر کو بیل بوٹے اور نقش و نگار سے اتنا خوشنما و جاذبِ نظر اور بھڑکیلا نہ بنا دیا گیا ہو کہ نگاہ اس کی طرف خود بخود اٹھ جائے۔ اس لئے چادر کا نقش و نگار، بیل بوٹے اور تزئین کاری اور اس پر کسی بھی قسم کی تحریر و نشان سے خالی ہونا ضروری ہے۔

۵۔ وہ کافر عورتوں، یا مردوں کے لباس کے مشابہ نہ ہو۔

۶۔ چادر واوڑھنی سر کے اوپر سے پہنی جائے (کندھے پر سے نہیں)۔

مذکورہ وضاحت سے یہ عیاں ہو جاتا ہے کہ سوال میں مذکور عباء (چادر/برقعہ) عورت کی شرعی ”جلباب“ اور چادر نہیں ہے۔ اس لئے عورت کے لئے اس کا استعمال بھی درست اور جائز نہیں، کیونکہ اس میں شرعی چادر کے اوصاف و شرائط مفقود ہیں اور نہ ہی اس جیسی دیگر چادر جائز ہے، جس میں لازمی شرائط پورے طور

پر موجود نہ ہوں۔ نیز اس جیسی چادر کی درآمد، صنعت اور خرید و فروخت جائز ہے، نہ مسلمانوں میں اس کے چلن و رواج کی کوشش روا۔ کیونکہ ایسی صورت میں گناہ و معصیت اور عدوان و سرکشی پر تعاون کرنا شمار ہوگا، جبکہ اللہ تعالیٰ نے معصیت و عدوان پر تعاون سے منع فرمایا ہے، ارشادِ باری ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، وَاتَّقُوا اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (المائدہ: ۲) ”اور جو گناہ و زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو، اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے“۔

اور دائمی کونسل یہ بیان جاری کرتے ہوئے مسلمان عورتوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اجنبی مردوں سے اپنے جسم و زینت کو چادر اور اوڑھنی سے مکمل حجاب و پردہ کرنے کی وصیت کرتی ہے۔ یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری ہے اور اسی سے فتنہ و فساد اور فتنہ انگیزی سے بُعد و دوری ہوتی ہے۔ اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے عطا ہوتی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّم ،،،،
علمی تحقیق و افتاء کی دائمی کونسل

ممبر	صدر
عبداللہ بن عبدالرحمن الغدیان	عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ
ممبر	ممبر
بکر بن عبداللہ ابوزید	صالح بن فوزان الفوزان

فہرست مضامین

نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر
۱۔	عرض مترجم	۳
۲۔	مقدمہ از مولف طبع چہارم۔	۷
۳۔	مقدمہ از مولف طبع اول۔	۱۰
۴۔	موضوع کتاب اور سبب تالیف۔	۱۰
۵۔	نظریہ وحدت ادیان کی خطرناکی۔	۱۱
۶۔	جدید فیشن کا اہتمام طوائفوں کے یہاں سے در آیا ہے۔	۱۲
۷۔	پہلی فصل:	۱۷
۸۔	پہلا اصول: مرد و عورت کے درمیان فرق پر ایمان کا وجوب	۱۸
۹۔	دوسرا اصول: حجاب عام۔	۲۸
۱۰۔	تیسرا اصول: حجاب خاص۔ اس میں چار مسائل ہیں۔	۳۰
۱۱۔	پہلا مسئلہ: عورت کے حجاب کی شرعی تعریف۔	۳۲
۱۲۔	دوسرا مسئلہ: کس چیز کا حجاب ہوتا ہے؟	۳۴
۱۳۔	تیسرا مسئلہ: فرضیت حجاب کے دلائل۔	۳۸
۱۴۔	حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا ایک اہم اقتباس۔	۳۹

نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱۵۔	اولاً: قرآن کریم سے دلائل: وہ پانچ ہیں:	۳۹
۱۶۔	ثانیاً: سنت پاک سے دلائل، وہ گیارہ ہیں:	۶۹
۱۷۔	ثالثاً: عام قیاس جلی۔	۸۱
۱۸۔	گزشتہ مباحث کا خلاصہ۔	۸۲
۱۹۔	انتباہ و تحذیر۔	۸۳
۲۰۔	چہرہ ہتھیلی کھولنے کے جواز کے دلائل کا مختصر جواب۔	۸۴
۲۱۔	چوتھا مسئلہ: حجاب کے فضائل، وہ دس ہیں:	۸۶
۲۲۔	چوتھا اصول: عورت کی خانہ نشینی شرعی عزیمت ہے جبکہ باہر	۹۰
۲۳۔	پانچواں اصول: اختلاط شرعاً حرام ہے۔	۹۸
۲۴۔	علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا ایک اہم اقتباس۔	۱۰۰
۲۵۔	عورت کے لئے مسجد جانے کے احکام:	۱۰۴
۲۶۔	چھٹا اصول: تبرج و سفور شرعاً حرام ہیں۔	۱۰۷
۲۷۔	کن باتوں سے تبرج ہوتا ہے؟	۱۰۹
۲۸۔	چھوٹی بچی کے لباس میں تساہل پر تنبیہ	۱۱۲
۲۹۔	ساتواں اصول: زنا کاری کی حرمت کے ساتھ اس کے.....	۱۱۳

نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر
۳۰۔	آٹھواں اصول: نکاح فضیلت کا تاج ہے۔	۱۱۸
۳۱۔	نکاح کی حکمت اور اس کے نیک اغراض و مقاصد۔	۱۲۱
۳۲۔	نکاح سے اغراض کے نقصانات۔	۱۲۵
۳۳۔	نواں اصول: گمراہ کن آغاز سے اولاد کی حفاظت۔	۱۲۷
۳۴۔	دسواں اصول: محارم اور مسلمان عورتوں پر غیرت کی فرضیت	۱۳۸
۳۵۔	دوسری فصل: عورت کو رذائل کی طرف بلانے والوں کی نقاب کشائی	۱۴۵
۳۶۔	برائیوں کے داعیوں کا عام میدان زندگی میں منصوبہ و پلان	۱۵۰
۳۷۔	اعلام و ذرائع ابلاغ کے میدان میں۔	۱۵۳
۳۸۔	تعلیم کے میدان میں:	۱۵۴
۳۹۔	عمل اور وظیفہ کے میدان میں:	۱۵۴
۴۰۔	تنقید کی اصلاح.....	۱۵۵
۴۱۔	حریت نسواں کی تاریخ اور عالم اسلام میں اس کے اثرات۔	۱۶۵
۴۲۔	اسلام کے آخری قلعہ میں فحاشی و بے حیائی کے مطالبات۔	۱۷۸
۴۳۔	رذائل کی طرف دعوت میں صحافت کے شرکاء کا ر.....	۱۸۰
۴۴۔	رذائل کے داعیوں کے مقابلہ میں اقدام واجب ہے۔	۱۸۰

نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر
۴۵۔	ضمیمہ (۱) عورت کے اپنے محرم کے سامنے لباس کی نوعیت	۱۸۵
۴۶۔	ضمیمہ (۲) عورت کے شرعی لباس کے بارے میں فتویٰ	۱۹۰
۴۷۔	فہرست مضامین	۱۹۳

ختم شد

وبنعمته تتم الصالحات والحمد لله رب العالمین

مترجم: مشتاق احمد کریمی

موسس و صدر: الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی

کٹیہار، بہار، انڈیا

ابتداء ۹/۷/۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶/۹/۲۰۰۲ء بروز پیر

فراغت ۲۵/۷/۱۴۲۳ھ مطابق ۲/۱۰/۲۰۰۲ء بروز بدھ

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم ومن

تبعہم بإحسان الی یوم الدین

☆☆☆☆

☆☆☆

☆

